REGISTERED WITH THE REGISTRAR OF NEWSPAPERS FOR INDIA AT NO. R.N. 61/57.

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم — نحمدہٗ ونصلّی علیٰ رسولہ الکریم — وعلیٰ عبدہ المسیح الموعود

POSTAL REGISTRATION NO. P/GDP-23.

وَلَقَدْ نَصَرَكُمُ اللّٰهُ بِبَدْرٍ وَّاَنْتُمْ اَذِلَّةٌ

جلد ۳۹ — شمارہ ۲۲

ہفت روزہ بدر قادیان

ایڈیٹر:- عبدالحق فضل

نائب:- قریشی محمد فضل اللہ

شرح چندہ
سالانہ ۶۰ روپے
ششماہی ۳۰ روپے
ممالک غیر بذریعہ بحری ڈاک ۲۵۰ روپے
فی پرچہ ایک روپیہ ۲۵ پیسے

THE WEEKLY "BADR" QADIAN-143516

ہفت روزہ بدر قادیان - ۱۴۳۵۱۶

۱۳ ذیقعدہ ۱۴۱۰ ہجری — ۷ احسان ۱۳۶۹ ہش — ۷ جون ۱۹۹۰ء

بفضل اللہ تعالیٰ سیدنا حضرت امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز بخیر وعافیت ہیں۔ الحمد للہ۔
احباب کرام حضور انور کی صحت، سلامتی، درازئ عمر، خصوصی حفاظت اور مقاصد عالیہ میں معجزانہ فائز المرامی کے لئے تواتر کے ساتھ دعائیں جاری رکھیں۔

جلسہ سالانہ قادیان

مورخہ ۲۶-۲۷-۲۸ رفتح (دسمبر) ۱۳۶۹ ہش / ۱۹۹۰ء کو منعقد ہوگا۔

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اس سال جلسہ سالانہ قادیان ۲۶-۲۷-۲۸ رفتح (دسمبر) ۱۳۶۹ ہش / ۱۹۹۰ء کی تاریخوں میں منعقد کئے جانے کی منظوری مرحمت فرما دی ہے۔ احباب دعا کریں کہ جماعت احمدیہ کی دوسری صدی کا دوسرا جلسہ سالانہ ہر لحاظ سے اپنی شان میں پہلے سے بڑھ کر ہو۔ اللہ تعالیٰ اسے ہر لحاظ سے جماعت کے لئے مبارک کرے۔ احباب اس عظیم روحانی اجتماع میں شرکت کے لئے ابھی سے عزم کرتے ہوئے تیاری شروع فرمائیں۔
اللہ تعالیٰ احباب کو پہلے سے بھی زیادہ تعداد میں جلسہ سالانہ قادیان ۱۹۹۰ء میں شمولیت کی توفیق عطا فرمائے۔
آمین۔

ناظر دعوۃ و تبلیغ قادیان

ملفوظات سیدنا حضرت مسیح موعود و مہدئ معہود علیہ الصلوٰۃ والسلام

اسلام کی حقیقت!

" وَالَّذِيْنَ جَاهَدُوْا فِيْنَا لَنَهْدِيَنَّهُمْ سُبُلَنَا یعنے جو لوگ ہماری راہ میں اور ہماری طلب کے لئے طرح طرح کی کوششیں اور مجتنبیں کرتے ہیں ہم ان کو اپنی راہ دکھلا دیتے ہیں۔ اور پھر فرماتا ہے وَكُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِيْنَ یعنی اگر خدا سے ملنا چاہتے ہو تو دعا بھی کرو اور کوشش بھی کرو۔ اور صادقوں کی صحبت میں بھی رہو۔ کیونکہ اس راہ میں صحبت بھی شرط ہے۔ یہ تمام احکام وہ ہیں جو انسان کو اسلام کی حقیقت تک پہنچاتے ہیں۔ کیونکہ جیسا کہ میں بیان کر چکا ہوں اسلام کی حقیقت یہ ہے کہ اپنی گردن خدا کے آگے قربانی کے بکرے کی طرح رکھ دینا۔ اور اپنے تمام ارادوں سے کھوئے جانا۔ اور خدا کے ارادہ اور رضا میں محو ہو جانا۔ اور خدا میں گم ہو کر ایک موت اپنے پر وارد کر لینا۔ اور اس کی محبت ذاتی سے پورا رنگ حاصل کر کے محض محبت کے جوش سے اس کی اطاعت کرنا، نہ کسی اور بنا پر۔ اور ایسی آنکھیں حاصل کرنا جو محض اس کے ساتھ دیکھتی ہوں۔ اور ایسے کان حاصل کرنا جو محض اس کے ساتھ سنتے ہوں۔ اور ایسا دل پیدا کرنا جو سراسر اس کی طرف جھکا ہوا ہو۔ اور ایسی زبان حاصل کرنا جو اس کے بلائے بولتی ہو۔ یہ وہ مقام ہے جس پر تمام سلوک ختم ہو جاتے ہیں۔ اور انسانی قویٰ اپنے ذمہ کا تمام کام کر چکتے ہیں۔ اور پورے طور پر انسان کی نفسانیت پر موت وارد ہو جاتی ہے۔ تب خدا تعالیٰ کی رحمت اپنے زندہ کلام اور چمکتے ہوئے نوروں کے ساتھ دوبارہ اس کو زندگی بخشتی ہے۔ اور وہ خدا کے لذیذ کلام سے مشرف ہوتا ہے۔ اور وہ دقیق در دقیق نور جس کو عقلیں دریافت نہیں کر سکتیں۔ اور آنکھیں اس کی کنہ تک نہیں پہنچتیں، وہ خود انسان کے دل سے نزدیک ہو جاتا ہے۔ جیسا کہ خدا فرماتا ہے نَحْنُ اَقْرَبُ اِلَيْهِ مِنْ حَبْلِ الْوَرِيْدِ ۝ یعنی ہم اس کی شاہ رگ سے بھی زیادہ اس کے نزدیک ہیں۔ پس ایسا ہی وہ اپنے قرب سے فانی انسان کو مشرف کرتا ہے۔ تب وہ وقت آتا ہے کہ نابینائی دور ہو کر آنکھیں روشن ہو جاتی ہیں۔ اور انسان اپنے خدا کو ان نئی آنکھوں سے دیکھتا ہے۔ اور اس کی آواز سنتا ہے۔ اور اس کے نور کی چادر کے اندر اپنے تئیں لپٹا ہوا پاتا ہے۔ تب مذہب کی غرض ختم ہو جاتی ہے اور انسان اپنے خدا کے مشاہدہ سے سفلی زندگی کا گندہ چولہ اپنے وجود سے پھینک دیتا ہے۔ اور ایک نور کا پیراہن پہن لیتا ہے۔ اور نہ صرف وعدہ کے طور پر اور نہ فقط آخرت کے انتظار میں خدا کے دیدار اور بہشت کا منتظر رہتا ہے بلکہ اسی جگہ اور اسی دنیا میں دیدار اور گفتار اور جنت کی نعمتوں کو پا لیتا ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اِنَّ الَّذِيْنَ قَالُوْا رَبُّنَا اللّٰهُ ثُمَّ اسْتَقَامُوْا تَتَنَزَّلُ عَلَيْهِمُ الْمَلٰٓئِكَةُ اَلَّا تَخَافُوْا وَلَا تَحْزَنُوْا وَاَبْشِرُوْا بِالْجَنَّةِ الَّتِيْ كُنْتُمْ تُوْعَدُوْنَ یعنی جو لوگ یہ کہتے ہیں کہ ہمارا خدا وہ خدا ہے جو جامع صفات کاملہ ہے جس کی ذات اور صفات میں اور کوئی شریک نہیں اور یہ کہہ کر پھر وہ استقامت اختیار کرتے ہیں اور کتنے ہی زلزلے آویں اور بلائیں نازل ہوں اور موت کا سامنا ہو، ان کے ایمان اور صدق میں فرق نہیں آتا۔ ان پر فرشتے اترتے ہیں اور خدا ان سے ہم کلام ہوتا ہے کہ تم بلاؤں سے اور خوفناک دشمنوں سے مت ڈرو۔ اور نہ گذشتہ مصیبتوں سے غمگین ہو۔ میں تمہارے ساتھ ہوں۔ اور میں اسی دنیا میں تمہیں بہشت دیتا ہوں۔ جس کا تمہیں وعدہ دیا گیا تھا۔ پس تم اس سے خوش ہو جاؤ۔ اب واضح ہو کہ یہ باتیں بغیر شہادت کے نہیں۔ اور یہ ایسے وعدے نہیں جو پورے نہیں ہوئے بلکہ ہزاروں اہل دل مذہب اسلام میں اس روحانی بہشت کا مزہ چکھ چکے ہیں۔ درحقیقت اسلام وہ مذہب ہے جس کے سچے پیروؤں کو خدا تعالیٰ نے تمام گذشتہ راستبازوں کا وارث ٹھہرایا ہے۔"

(لیکچر لاہور صفحہ ۲۰ - ۲۲)

منیر احمد حافظ آبادی ایم۔ اے۔ پرنٹر و پبلشر نے فضل عمر پرنٹنگ پریس قادیان میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا۔ پروپرائٹر: نگران بورڈ بدر قادیان

لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ

ہفت روزہ بدر قادیان
مورخہ ۷ ر احسان ۱۳۶۹ ہش

مسئلہ وفات وحیاتِ مسیح "آئینۂ عالم" کے سامنے

اللہ تعالیٰ کے تمام انبیاء کرام میں سے صرف حضرت عیسیٰ علیہ السلام نبی اللہ کے متعلق غیر احمدی مسلمان علماء اور عیسائی پادریوں کا کسی قدر اختلاف کے ساتھ یہ عقیدہ ہے کہ وہ دو ہزار سال سے بجسدِ عنصری آسمان پر زندہ موجود ہیں اور ایک سو سال سے اُن کی آمد کا انتظار کر رہے ہیں۔ بقول ان کے وہ نہ بوڑھے ہوتے ہیں اور نہ ان کی قوتیں مضمحل ہوتی ہیں۔ اَلْاٰن کما کان۔ یاللعجب۔

روزنامہ "آئینۂ عالم" مراد آباد کی یہ قابلِ داد، جرأت مندانہ اور قابلِ شکریہ صحافت ہے کہ اس نے مذکورہ موضوع پر متعدد مخالفانہ و موافقانہ مضامین شائع ہوئے ہیں۔ جن میں سے صرف چھ پرچے ہمیں دستیاب ہوئے ہیں جو اِس وقت ہمارے سامنے ہیں۔ ۲۲ ر مارچ اور ۶-۷-۹-۱۱ اور ۱۲ ر مئی سنہ ۱۹۹۰ء۔

محترم جناب زبیر گستاخ صاحب غیر از جماعت دوست اور محترم لیاقت علی صاحب امروہی احمدی دوست دونوں نے وفاتِ مسیح کی تائید میں اور محترم مولانا عزیز حسن صاحب (علیگ) نے حیاتِ مسیح کی تائید میں مضامین رقم فرمائے ہیں۔ آج کی نشست میں انہی مضامین پر ایک محققانہ تبصرہ مقصود ہے —— و باللہ التوفیق۔

وفاتِ مسیح کا پُرشوکت اعلان

سب سے پہلے بانیٔ جماعتِ احمدیہ حضرت مرزا غلام احمد قادیانی مسیح موعود و مہدیٔ معہود علیہ السلام کے مقدس الفاظ میں "وفاتِ مسیح" کا اعلان پیش کیا جا رہا ہے۔ فرمایا:-

"جب تم مسیح کا مُردوں میں داخل ہونا ثابت کردو گے اور عیسائیوں کے دلوں میں نقش کر دو گے تو اس دن تم سمجھ لو کہ آج عیسائی مذہب دنیا سے رخصت ہُوا۔ یقیناً سمجھو کہ جب تک اُن کا خدا فوت نہ ہو ان کا مذہب بھی فوت نہیں ہو سکتا۔ اور دوسری تمام بحثیں ان کے ساتھ عبث ہیں۔ ان کے مذہب کا ایک ہی ستون ہے۔ اور وہ یہ ہے کہ اب تک مسیح ابن مریم آسمان پر زندہ بیٹھا ہے۔ اِس ستون کو پاش پاش کر دو پھر نظر اُٹھا کر دیکھو کہ عیسائی مذہب دُنیا میں کہاں ہے۔ چونکہ خدا تعالیٰ بھی چاہتا ہے کہ اِس ستون کو ریزہ ریزہ کر دے اور یورپ اور ایشیا میں توحید کی ہوا چلا دے۔ اس لئے اُس نے مجھے بھیجا اور میرے پر اپنے خاص الہام سے ظاہر کیا کہ مسیح ابن مریم فوت ہو چکا ہے۔ چنانچہ اس کا الہام یہ ہے کہ مسیح ابن مریم رسول اللہ فوت ہو چکا ہے اور اس کے رنگ میں ہو کر وعدہ کے موافق تو آیا ہے۔"

(ازالہ اوہام حصّہ دوم صفحہ ۴۱۲)

یہ وہ اعلانِ حق ہے جو باعلامِ الٰہی آپ نے اس وقت دنیا کے سامنے پیش کیا جب بشمول ہندوستان دنیا کے بہت سے ممالک پر انگریز عیسائیوں کا غلبہ تھا اور بقول ان کے ان کی حکومت پر کبھی سُورج غروب نہ ہوتا تھا۔ اور اس وقت روس پر بھی ایک عیسائی حکمران زارِ روس کی حکومت تھی۔ اور اس طرح عیسائیت تمام دنیا پر چھائی ہوئی تھی۔ یورپ اور امریکہ پر بھی عیسائیت کا ہی غلبہ تھا اور ہے۔ یہی وہ ازالہ اوہام ہے جس میں حضور نے قرآنِ کریم کی تیس ۳۰ آیات سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وفات ثابت کی اور احادیثِ نبویؐ اور اقوالِ بزرگانِ سلف سے نہایت ایمان افروز انداز سے وفاتِ مسیح کو پیش کیا اور ثابت کیا کہ ؎

ابنِ مریم مرگیا حق کی قسم
داخلِ جنّت ہُوا وہ محترم۔ (دُرِّ ثمین)

بیس ہزار روپے کا انعامی چیلنج

کچھ عرصہ قبل جماعتِ احمدیہ کے مبلّغ محترم سیّد قیام الدین برق صاحب فاضل کا امروہہ میں قیام تھا۔ اس موقعہ پر موصوف نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا ایک انعامی چیلنج متعدد اخبارات میں شائع کرا دیا۔ اس سے لوگوں میں خصوصی جستجو پیدا ہوئی۔ جناب مولانا عزیز حسن صاحب کو شکایت ہے کہ تلاشِ بسیار کے باوجود وہ چیلنج ان کو نہیں مل سکا۔ اس شکایت کے ازالہ کے لئے سطورِ ذیل میں چیلنج درج ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:-

"اسلام کے تمام فرقوں کی حدیث کی کتابیں تلاش کرو تو صحیح حدیث تو کیا وضعی حدیث بھی ایسی نہیں پاؤ گے جس میں یہ لکھا ہو کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام جسم عنصری کے ساتھ آسمان پر گئے تھے اور پھر کسی زمانہ میں زمین کی طرف واپس آئیں گے۔ اور اگر کوئی ایسی حدیث پیش کرے تو ہم ایسے شخص کو بیس ہزار روپیہ تاوان دے سکتے ہیں۔ اور توبہ کرنا اور تمام کتابوں کا جلا دینا اس کے علاوہ ہو گا۔" (کتاب البریہ صفحہ ۲۲۵-۲۲۶)

یہ ہے وہ عظیم چیلنج جو جماعتِ احمدیہ کی جانب سے ایک سو سال سے پیش کیا جا رہا ہے لیکن ؎

آزمائش کے لئے کوئی نہ آیا ہر چند
ہر مخالف کو مقابل پہ بُلایا ہم نے! (دُرِّ ثمین)

جناب زُبیر صاحب کا موقف

موصوف روزنامہ "آئینۂ عالم" کے ۲۲ ر مارچ کے شمارہ میں فرماتے ہیں:-

"سوال پیدا ہوتا ہے کہ جب میرا عقیدہ ہے کہ سرورِ کائنات (ہزاروں دُرود و سلام آپ کی ذات پر) سردار الانبیاء ہیں پیغمبرِ آخر الزمان ہیں تو پھر حضرت عیسیٰ کی واپسی چہ معنے دارد۔ اگر حضرت عیسیٰ کی حیاتِ دُنیاوی باقی ہے اور پھر دُنیا میں آ کر جائیں گے تو پھر حضرت عیسیٰؑ آخری پیغمبر ہو جاتے ہیں۔ اور اس عقیدہ کو میں تسلیم کرنے پر تیار نہیں۔ کہ اس سے میرے پیچے اور اصل عقیدہ کو ٹھیس پہنچتی ہے۔"

بات تو بالکل واضح ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام ایک مستقل نبی ہیں۔ آپ پر انجیل نازل ہوئی۔ آپ کا کلمہ بھی غیر احمدی علماء نے لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ عِیْسٰی رُوْحُ اللّٰہ بنا رکھا ہے۔ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے چودہ پندرہ سو سال بعد اگر وہ آجاتے ہیں تو آخری نبی تو اس صورت میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہی قرار پاتے ہیں۔ اِس سوال کا جواب مولانا عزیز حسن صاحب نے طویل طویل عبارتوں میں دینے کی کوشش کی ہے لیکن آخر میں غیر شعوری طور پر جناب زُبیر صاحب کی نصف بات کو تسلیم بھی کر لیا ہے اور مسئلۂ ختمِ نبوت میں جماعتِ احمدیہ کی تائید بھی کر دی ہے۔ فرماتے ہیں:-

"حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خاتمیت آپ کا وصفِ ذاتی ہے کہ اب کوئی نیا نبی میرے بعد آنے والا نہیں ہے۔ جو دِین میں کوئی نئی اصلاح کرے۔ لیکن جناب عیسیٰ علیہ السلام آپ کی تشریف آوری سے چھ سو سال پہلے مبعوث فرمائے جاتے ہیں۔ تو پھر نئے نبی کیسے ہو سکتے ہیں۔ اور وہ تشریف لا کر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام ہی کے دین کو پھیلاتے ہیں تو یہ تو ایک رسولِ برحق کی زبان سے آپ کی خاتمیت کی تائید و تصدیق ہوتی ہے نہ کہ تردید۔"

(روزنامہ "آئینۂ عالم" مراد آباد ۱۱ر مئی ۱۹۹۰ء)

اِس تحریر کا تجزیہ درج ذیل ہے:-

۱۔ نیا نبی اور پُرانا نبی مولانا کی اپنی من گھڑت اِختراع ہے جس پر کوئی دلیل پیش نہیں کی گئی۔ اور نہ ہی "خاتم النبیین" اور "آخر الانبیاء" کے الفاظ اس اختراع کے متحمل ہیں۔

۲۔ اِس تحریر میں مبعوث ہونے کے اعتبار سے رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو آخری نبی اور آمدِ ثانی کے اعتبار سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو آخری نبی تسلیم کر کے نصف حد تک جناب زُبیر صاحب کے موقف کو تسلیم کر لیا گیا ہے۔

۳۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اُمتی نہیں ہیں۔ وہ ایک مستقل نبی اور رَسُوْلًا اِلٰی بَنِیْٓ اِسْرَآئِیْلَ ہیں۔ ان پر انجیل نازل ہوئی۔ ان کا ایک کلمہ بھی غیر احمدی علماء نے گھڑ رکھا ہے۔ لہٰذا ایسے نبی کا زمین یا آسمان سے آنا قطعی طور پر ختمِ نبوت کے منافی ہے۔

۴۔ اس تحریر میں اصولی طور پر اس حقیقت کو تسلیم کر لیا گیا ہے کہ ایسا نبی جو رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے لائے ہوئے دین میں کوئی نئی اصلاح نہیں کرتا اور وہ دینِ محمدیؐ ہی کی اشاعت کرتا ہے وہ اگر بعد زمانۂ نبویؐ آتا ہے تو نہ صرف یہ کہ وہ خاتمیتِ محمدیؐ کے منافی نہیں بلکہ وہ خاتمیت کا مؤید و مصدّق ہے یہی جماعتِ احمدیہ کا موقف ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:-

"اب بجز محمدی نبوت کے سب نبوتیں بند ہیں۔ شریعت والا نبی کوئی نہیں آ سکتا اور بغیر شریعت کے نبی ہو سکتا ہے۔ مگر وہی جو پہلے اُمتی ہو۔" (تجلیاتِ الٰہیہ صفحہ ۲۶ مطبوعہ ۱۹۰۶ء)

اس سے ظاہر ہے کہ جہاں ایک طرف ہم "وفاتِ مسیح" کے سلسلہ میں جناب زُبیر صاحب سے اتفاق کرتے ہیں وہاں خاتمیتِ محمدیؐ کے اعتبار سے ہمیں مولانا عزیز حسن صاحب کی مندرجہ بالا تشریح سے بھی اتفاق ہے۔ ہم دونوں کا شکریہ ادا کرتے ہیں ؎

ملیں گے سنگ بھی شیشے کے پیرہن بھی یہاں ؛ یہ اشتہار مرے شہر کی دُکان کا ہے

۵۔ حضرت مولانا محمد قاسم صاحب نانوتویؒ بانیٔ دیوبند جو مولانا عزیز حسن صاحب کے بہت بڑے بزرگ ہیں فرماتے ہیں:-

"اگر بعد زمانہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کوئی نبی پیدا ہو تو پھر بھی خاتمیتِ محمدی میں کچھ فرق نہ آئے گا۔"

(تحذیر النّاس)

محترم مولانا عزیز حسن صاحب کا عقیدہ ہے کہ پُرانے نبی کا آنا خاتمیتِ محمدیؐ کا مؤید اور مصدّق ہے اور ان کے بہت بڑے بزرگ کا عقیدہ ہے کہ ایک نئے پیدا ہونے والے نبی کی آمد ختمِ نبوت کے منافی نہیں دونوں نئے اور پُرانے نبی کے اختلاف کے ساتھ ایک ایک نبی کی آمد کے منتظر ہیں۔ کون حق پر ہے اور کون ناحق پر؛ اس کا فیصلہ خود مولانا موصوف کو کرنا ہو گا ؎

گفتار کے اسلوب پہ قابو نہیں رہتا ؛ جب رُوح کے اندر ہوں متلاطم خیالات

(عبد الحق فضل) (باقی آئندہ)

وفات مسیح علیہ السلام

کلام امام علیہ السلام منقول از ازالہ اوہام

کیوں نہیں لوگو تمہیں حق کا خیال
دل میں آتا ہے مرے سو سو ابال

آنکھ تر ہے دل میں میرے درد ہے
کیوں دلوں پر اس قدر یہ گرد ہے

دل ہوا جاتا ہے ہر دم بے قرار
کس بیاباں میں نکالوں یہ بخار

ہو گئے ہم درد سے زیر و زبر
مر گئے ہم پر نہیں تم کو خبر

آسماں پر غلغلہ اک جوش ہے
کچھ تو دیکھو گر تمہیں کچھ ہوش ہے

ہو گیا دیں کفر کے حملوں سے چور
چپ رہے کب تک خدائے غیور

اس صدی کا بیسواں اب سال ہے
شرک و بدعت سے جہاں پامال ہے

بدگماں کیوں ہو خدا کچھ یاد ہے
افترا کی کب تلک بنیاد ہے

وہ خدا میرا جو ہے جوہر شناس
اک جہاں کو لا رہا ہے میرے پاس

لعنتی ہوتا ہے مرد مفتری
لعنتی کو کب ملے یہ سروری

بقیہ صفحہ نمبر ۴: میاں! کیا میرا پیغام آپ کو پہنچ گیا تھا؟ انہوں نے کہا ہاں حضور آپ کا پیغام پہنچ گیا تھا تبھی تو طویل سفر کر کے حاضر خدمت ہوا ہوں۔ اس کے بعد ان کی بیعت ہو گئی۔ کچھ عرصہ قادیان رہے۔ پھر واپس گھر آ گئے۔ مہر اعظم خان صاحب کے توسط سے احمدیت ۱۹۰۲ میں اس علاقہ میں روشناس ہوئی۔ ہزاروں رحمتیں ہوں اس نیک اور پاک فطرت مجاہد پر میں ان کو حضرت اقدس کا گمنام ساتھی کہتا ہوں کیونکہ احمدیت کے لٹریچر میں اس بزرگ کا نام میری نظر سے نہیں گزرا۔ سلسلہ کے لٹریچر میں ان کا ذکر ضروری ہے تاکہ لوگ ان کو دعاؤں کا تحفہ بھیجتے چلے جائیں۔ (الفضل انٹرنیشنل جولائی ۸۹ء)

(بشکریہ اخبار احمدیہ جرمنی مارچ ۱۹۹۰ء)

درخواست دعا

مکرم مستری منظور احمد صاحب درویش قادیان تحریر کرتے ہیں کہ خاکسار کی ہمشیرہ صاحبہ نے ربوہ پاکستان سے اطلاع دی ہے کہ مغربی جرمنی میں مقیم ان کی بیٹی عزیزہ شادی شدہ پروین کے پیٹ کا اپریشن ہوا ہے۔ کامل صحت اور اولاد نرینہ کے لئے دعا کی درخواست ہے۔ ان کی طرف سے ایک بکرا صدقہ کیا گیا ہے۔

خاکسار کا بیٹا عزیزم مبشر احمد بھی دوبئی کے لئے روانہ ہو چکا ہے اس کے بخیریت منزل مقصود تک پہنچنے کے لئے عاجزانہ درخواست دعا ہے ۲۰/ اعانت بدر ادا کئے گئے ہیں

(ادارہ)

۱۹۹۰ء کا قومی یکجہتی ایوارڈ مولانا حمید الدین شمس کو دیئے جانے کا فیصلہ

عنوان بالا پر ہفتہ وار آندھرا جنرل حیدرآباد کے شمارہ ۲۶ مئی ۱۹۹۰ء میں محترم مولانا حمید الدین صاحب شمس انچارج مبلغ جماعت احمدیہ آندھرا پردیش حیدرآباد کو قومی یکجہتی ایوارڈ دیئے جانے کا فیصلہ شائع ہوا ہے جس کا متن درج ذیل ہے۔ اللہ تعالیٰ مولانا شمس صاحب اور جماعت احمدیہ حیدرآباد کو یہ ایوارڈ مبارک کرے۔ اور کمیونل ہارمنی ایوارڈ کمیٹی کو بھی اللہ تعالیٰ اپنے بے شمار فضلوں سے نوازے اور یہ علاقہ بلکہ پورے ہندوستان میں قومی یکجہتی کی ایسی خوش رنگ فضا قائم ہو کہ پورا بھارت "انسانیت زندہ باد" کے پرجوش نعروں سے گونج اٹھے آمین۔ اس سلسلہ میں ہفت روزہ آندھرا جنرل حیدرآباد کا تعاون بھی قابل داد اور قابل شکریہ ہے۔

اس خبر کے ساتھ مولانا شمس صاحب کی تصویر بھی شائع ہوئی ہے (ایڈیٹر)

گذشتہ شماروں میں ہم اس امر کا اظہار کر چکے ہیں کہ کمیونل ہارمنی ایوارڈ ۱۹۹۰ء مولانا حمید الدین شمس صاحب کو دیئے جانے کا فیصلہ کیا گیا ہے۔ جن کی خدمات کا اعتراف ہے کہ غیر اقوام میں پہنچ کر ان کو اسلامی تعلیمات کی روشنی میں امن اور سلامتی کا پیغام پہنچانے اور پیار و محبت کی فضاء قائم کرنے میں ان کی بے انتہا کوشش جاری ہے۔ ابھی گذشتہ دنوں محبوب کالج میں ان کا لیکچر ہوا جس میں جین مذہب کی طرف سے عظیم الشان جلسہ کا اہتمام کیا گیا تھا۔

مولانا شمس کی تقریر بے حد پسند کی گئی۔ آپ نے ارکان اسلام کی روشنی میں مساوات امن شانتی پیار و محبت کو اس رنگ میں پیش کیا کہ سامعین بار بار تالیاں بجا کر خوشی کا اظہار کرتے رہے آج ہندوستان میں بد امنی بڑھ رہی ہے ہمارا مشورہ ہے کہ اپنے مقررین کے ذریعہ گورنمنٹ مختلف اسٹیجوں پر پیار و محبت اور قومی یکجہتی کی تقاریر کروائے کہ ملک میں امن اور شانتی قائم کریں ان کا جو کام ہے وہ اہل سیاست نہیں۔

ہمارا پیغام تو محبت ہے جہاں تک پہنچے۔

(منجانب: ایم۔ گوپال چیرمین کمیونل ہارمنی ایوارڈ کمیٹی مشیر آباد۔ حیدرآباد)

مصر میں جشن تشکر کا جلسہ

مورخہ ۲۳ مارچ کو جماعت احمدیہ کے یوم تاسیس کے سلسلہ میں اور دوسری صدی کے پہلے سال کے اختتام پر جماعت احمدیہ قاہرہ مصر نے بعد از نماز جمعہ جلسہ منعقد کیا جس میں ڈاکٹر حاتم حلمی سیکرٹری مال کی تلاوت ہوئی محترم امیر جماعت محمد عثمان الشافعی صاحب نے حضور علیہ السلام کے قصیدہ یا عین فیض اللہ والعرفان کے بعض منتخب اشعار اور ان کی عربی میں تشریح فرمائی۔ تقریروں کے پروگرام میں محترم یوسف کا مریم صاحب سیکرٹری نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی آمد کے لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئیوں سے استنباط کرتے ہوئے جماعت کے قیام پر مختصر مگر جامع تقریر فرمائی۔ بعدہ خاکسار نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صداقت پر مبنی عظیم الشان پیشگوئی بابت پنڈت لیکھرام کا ایک منفرد پیشگوئی کا بڑی شان سے وقت مقررہ کے اندر پورا ہوتے پر عربی میں تقریر کی۔ تیسری تقریر محترمی محمد ناصف صاحب جو ۱۹۳۴ء میں سلسلہ احمدیہ میں شامل ہوئے تھے انہوں نے اپنے پرانے واقعات جو ازدیاد ایمان کا باعث تھے بیان کئے۔ ازاں بعد صدر مجلس کی دعا کے بعد جلسہ اختتام کو پہنچا اور اس کے بعد حباب کی مٹھائی سے تواضع کی گئی۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کے بہتر نتائج پیدا کرے اور سلسلہ کو ترقی عطا کرے آمین۔ یہ بات قابل ذکر ہے ہمارے ایک نوجوان احمد شاہ محترم عمرو صاحب کافی عرصہ سے اپنے ایک غیر احمدی دوست کو تبلیغ کر رہے تھے موصوف نیک طبیعت اور سلیم الفطرت کے مالک ہیں نوجوان ہیں اور پھر اللہ تعالیٰ نے ان کے دل کو نور ایمان سے منور کیا اور داخل سلسلہ ہوئے اور حضور کی خدمت میں بیعت کی درخواست دی۔ درخواست دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس نوجوان کو استقامت عطا فرمائے اور بہتوں کی ہدایت کا موجب بنائے۔ نیز خاکسار کی والدہ کی کامل شفایابی اور صحت و سلامتی والی درازی عمر کیلئے اور تیسرے روشن مستقبل کیلئے دعا کی درخواست ہے۔

خاکسار۔ رفیق احمد ناصر ریسرچ سکالر قاہرہ یونیورسٹی (قاہرہ مصر)

عالم عرب میں

وفات مسیح کا اقرار

(از مکرم چوہدری رفیق احمد صاحب ثاقب ناصر مکالرقاہرہ یونیورسٹی قاہرہ)

چودھویں صدی کے مجدد اور امام آخر الزمان حضرت مرزا غلام احمد قادیانی علیہ الصلوٰۃ والسلام وہ پہلے شخص تھے جنہوں نے تحدی کے ساتھ اس بات کا اعلان کیا کہ حضرت عیسیٰ ابن مریم صلیب پر نہیں فوت ہوئے بلکہ وہاں سے صحیح سلامت بیہوشی کی حالت میں اتار لئے گئے اور پھر فلسطین سے ہجرت کر کے براستہ افغانستان کشمیر ہندوستان پہنچے جہاں ۱۲۰ سال کی عمر میں طبعی موت پا گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون

جس وقت آپ نے اپنے اس دعویٰ کو تحدی کے ساتھ دنیا میں پیش کیا بہت سے لوگوں نے اس کی مخالفت کی اور کچھ لوگوں نے تو آپ پر کئی قسم کے فتاویٰ بھی جاری کئے وقت گزرتا گیا اور دانشوں کی دھائی ہوا ... دنیاء اسلام میں اس طرف ... رجحان پیدا ہوا۔ اور آہستہ آہستہ ... عالم عرب کے مسلمان اس حقیقت کو تسلیم کرنے پر مجبور ہوتے گئے کہ حقیقت میں حضرت عیسیٰ ابن مریم آسمان پر زندہ نہیں ہیں بلکہ وہ فوت ہو چکے ہیں دوسرے انبیاء کی طرح۔ اس حقیقت کا اظہار مندرجہ ذیل شواہد سے ہوتا ہے۔

(۱)

عصر حاضر میں ایک مسلم داعی الی اللہ مکرم احمد دیدات صاحب جن کے ذریعہ جنوبی افریقہ میں بہت سے عیسائیوں نے اسلام قبول کیا حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور جماعت کے علماء کی کتب کا مطالعہ کرنے کے بعد وہ اس عقیدہ وفات مسیح ناصری پر صحیح اور کامل یقین لا چکے اور پھر اس کو اپنی تحریر و تقریر کا ... اور اسلام کی فتح کا ذریعہ بنایا جس کو عالم اسلام میں بہت قدر کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے۔

(۲)

چند سال قبل ۱۹۸۷ء میں خاکسار کو عمرہ اور حج کی غرض سے مکہ اور مدینہ جانے کا موقع ملا اور اسی دوران "الرابطہ العالم الاسلامی" مکہ کے ہیڈ کوارٹر میں جانے کا موقعہ ملا اس عرصہ میں تنظیم کی ... انشاء اللہ دلچسپ ادارے کے ماہانہ مجلہ "الرابطة" بھی دیکھنے کا اتفاق ہوا ... میں موصوف احمد دیدات صاحب کی کتاب موسومہ بزبان انگریزی CRUCIFIXION OR CRUCIFICTION کا عربی ترجمہ ۶ پارے مطبوعات میں ... عالم اسلام میں پھیلایا گیا تھا اسی کتاب میں علامہ موصوف نے حضرت مسیح ناصری علیہ السلام کی حیات و وفات کے بارہ میں تقریباً وہی ... دلائل پیش کئے گئے ہیں جن پر سیدنا حضرت مرزا غلام احمد قادیانی مسیح موعود و مہدی معہود علیہ السلام نے اپنی بہت سی کتب میں ... فی ہے۔ عام طور پر جیسا ... مسلمانوں کو وفات مسیح کے مسئلہ کے بارہ میں جماعت احمدیہ کے علماء کی طرف سے دعوت ... ان کی باتوں پر کان نہیں دھرتے تھے لیکن اللہ تعالیٰ نے ایک ذریعہ بنایا کہ وہ ان کے ہی ایک عالم کے ذریعہ ... دلائل کو سنیں اور ان پر ... دیکھیں۔ پہلے اس کتاب کو سعودی عرب کی طرف سے ترجمہ کروا کر "الرابطہ" میں شائع کرا دیا گیا اور ۱۹۸۹ء کے شروع میں مصر میں ازہر یونیورسٹی کے اسلامی ریسرچ اکاڈمی کے جنرل ڈیپارٹمنٹ کی منظوری سے القاہرہ میں چھپوایا۔ فالحمد للہ کہ وہ عقیدہ جس کو حضرت مسیح موعود نے دنیا کے سامنے پیش کیا اب غیر احمدی علماء بھی اسکی اشاعت کرتے ہوئے قبول کرنے پر مجبور ہو رہے ہیں

(۳)

قاہرہ مصر کی قدیم اسلامی یونیورسٹی "ازہر شریف" کی ایک شاخ اور دوسرے صوبے "دمنہور" میں ہے اسکی کلیۃ الشریعۃ والقانون ڈیپارٹمنٹ کے بی۔ اے کے چوتھے سال کے ایک امتحانی پرچہ میں یہ سوال طلباء سے پوچھا گیا کہ حضرت مسیح کی موت کے بارہ میں انجیل اور قرآن کریم سے دلائل دیکھیے جبکہ تقریباً اس سال کے ... طلباء نے حل کیا اور اس سے قبل ڈاکٹرز کی طرف سے یہ مادہ ... انہیں پڑھایا جاتا رہا ہے فالحمد للہ کہ اب عرب کے مسلمان بھی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی موت کے ... قائل ہو رہے ہیں اور وہ دن ... جب ... حضرت مسلمان کشمیر میں ... دیکھیں گے انشاء اللہ جلد ہی

(شکریہ ماہنامہ اخبار احمدیہ جرمنی ماہ مارچ ۱۹۹۰ء)

آسماں پر دعوت حق کیلئے اک جوش ہے

قبول احمدیت میں ہماری داستان یہ ہے

(مکرم رانا بخش لون صاحب جمانی والا ضلع ملتان)

مہر عاشق محمد صاحب سرگانہ نائب تحصیلدار مرحوم ساکن موضع باگڑ سرگانہ کی جماعت تحصیل کبیر والا ضلع ملتان حال ضلع خانیوال سے کافی عرصہ ہوا ملاقات ہوئی تھی میں نے پوچھا باگڑ سرگانہ کی جماعت کب قائم ہوئی تھی انہوں نے فرمایا کہ اس جماعت کی بنیاد ۱۹۰۲ء میں پڑ گئی تھی میں نے کہا کہ اس زمانے میں تو یہ علاقہ جنگل ویرانہ تھا۔ ذرائع ابلاغ نہ ہونے کے برابر تھے ۱۹۰۲ء میں احمدیت کی آواز یہاں کیسے پہنچ گئی۔ اس پر مہر صاحب مرحوم نے فرمایا کہ ہمارا دادا اس علاقہ کا ذیلدار تھا ہمارے خاندان کا یہ دستور تھا کہ جب کوئی بچہ سن بلوغت کو پہنچ جاتا تو کسی نہ کسی مرشد بزرگ کی بیعت کرا دی جاتی تھی ذیلدار کا بیٹا مسمی مہر اعظم جب سن بلوغت کو پہنچ گیا تو باپ نے ارشاد فرمایا بیٹا کسی مرشد کا دامن تھام لو۔ اس نے کہا ابا کس بزرگ کا دامن تھاموں باپ نے کہا کہ ملتان ... حضرت ... مولوی نبی بخش صاحب بہت بڑے بزرگ ... جا کر ان کی بیعت کر لو چنانچہ مہر اعظم صاحب ... چلے گئے چند دن لگا کر واپس آ گئے۔ باپ نے پوچھا کیا بیعت کر آئے ہو بیٹے نے کہا نہیں ابا دل کی تسلی نہیں ہوئی ظاہری ... ٹھاٹھ باٹھ بڑا ہے حقیقت مجھے نظر نہیں آئی۔ باپ نے کہا اچھا اب تم تونسہ شریف چلے جاؤ وہاں حضرت خواجہ اللہ بخش تونسوی بزرگ ہیں ان کی بیعت کر لو۔ بیٹا تونسہ شریف گیا۔ چند دن لگا کر بغیر بیعت کئے واپس آ گیا اور کہا کہ اطمینان قلب نہیں ہوا باپ نے کہا کہ سند بلیانوالی نزد پیر محل کا گدی نشین مشہور بزرگ ہے اسکی بیعت کر لو۔ پھر وہاں چلے گئے اور خالی ہاتھ واپس آ گئے اور وہی جواب کہ دل کی تسلی نہیں ہوئی۔ باپ نے ناراض ہو کر سخت سست کہا اور فرمایا تیرے لئے فرشتے کہاں سے ڈھونڈ لاؤں۔ حق کی تلاش میں سرگرداں ... اللہ تعالیٰ سے دعائیں کرنے لگے کہ مجھے ... پیر و مرشد عطا فرما جس سے میرا دل مطمئن ہو جائے ... تک پہنچا دے۔ دعا سنی گئی ایک رات ... خواب ... میں ... کیسے ہو سکتے ... بزرگ ... سے ... مذکورہ ... بزرگ ... سٹیشن ... تمام ... سٹیشن پہنچا ... صاحب ... غفیر ... جمع ... مہر اعظم صاحب نے ...

مہدی علیہ السلام سے معانقہ کیا اور پوچھا حضور آپ کہاں تشریف لے جا رہے ہیں آپ نے فرمایا "میں نے ساری دنیا کا دورہ کرنا ہے اسی سلسلہ میں یہ سفر ہے"۔ پھر مہر صاحب موصوف نے پوچھا حضور آپ کو کہاں آکر ملوں جواب ملا "تم قادیان آکر مجھے مل سکتے ہو" اس کے بعد وہ جاگ پڑے۔ اس زمانے میں قادیان کو اس طرف کے لوگ نہیں جانتے تھے۔ بندے سے پوچھتے کہ قادیان کوئی گاؤں کوئی شہر یا کوئی علاقہ ہے اگر ہے تو کہاں ہے۔ جواب نفی میں ملتا رہا ایک دن اپنے گاؤں کے ایک ہندو ٹیچر سے پوچھا کہ آپ نے جغرافیہ پڑھا ہو گا کوئی بستی یا قصبہ یا علاقہ ایسا ہے جس کو قادیان کے نام سے پکارا جاتا ہو۔ ٹیچر نے جواب دیا مجھے اور تو کوئی علم نہیں ہمارا رسالہ "آریہ پتر کا" شائع ہوتا ہے اس میں قادیان کا ذکر آتا ہے پھر پوچھا کہ ماسٹر صاحب قادیان کس علاقہ میں ہے۔ ماسٹر صاحب نے جواب دیا کہ قادیان ضلع گورداسپور میں ہے۔ اور بٹالہ اسکی تحصیل ہے۔ یہ پتہ مل جانے پر گھر آ کے تیاری شروع کر دی اور سفر کا سامان باندھنا شروع کر دیا۔ عبد الحکیم سٹیشن سے ریل پر سوار ہو کر خانیوال، لاہور، امرتسر اور پھر بٹالہ پہنچ گئے۔ پلیٹ فارم سے باہر آئے چند آدمی کھڑے تھے ان سے قادیان کا رستہ پوچھا انہوں نے کہا شریف آدمی وہاں جا کر کیا کرو گے سب دھوکہ اور فریب ہے۔ مرزا دکانداری ہے۔ جواب ... اتنا طویل سفر کر کے آیا ہوں اب تو قادیان دیکھ کر ہی جاؤں گا۔ انہوں نے رہنمائی نہ کی ایک اور شخص ملا اس نے رستہ بتا دیا۔ گیارہ میل پیدل سفر کر کے حضرت مولانا نورالدین صاحب کے مطب میں پہنچ گئے۔

نماز ... حضرت ... صاحب ... مسجد ... چلے گئے وہاں جب حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام مسجد میں داخل ہوئے تو آپ نے ... یہ تو وہی بزرگ ہیں جو مجھے خواب میں ... تھے۔ اللہ تعالیٰ ... ایمان ... بزرگ کی صداقت مجھ پر آفتاب کی مانند روشن ہو گئی۔ نماز کے ... حضور ... تشریف فرما تھے چند آدمی ... ایک سے حضرت اقدس ... کہ میرے ... ہر بچہ یقین ہو ... اس سلسلہ میں دل مطمئن ... جب ان کی باری آئی تو حضرت ... نے فرمایا ... (باقی ص۳پر)

* ہوا اسی بنیاد پر انہوں نے بعد بڑے لاٹ پادری سے زبردست مباحثہ کیا

خطبہ عید الفطر

آج پاکستان کا حال یہی ہو چکا ہے جتنے دُنیا کے وسیلے تھے میں نے اور آپ نے سب کر دیکھے ہیں

اور اس ظالم قوم کو مرض سے شفا نصیب نہیں ہو رہی ... اے خدا! تو ایک ہی نہیں

بلکہ ساری قوم کو زندہ کرنے کی توفیق اور طاقت رکھتا ہے تو اپنے فضل اور معجزے سے اُن کو زندگی بخش

از سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ ۲۷ر شہادت (اپریل) ۱۳۶۹ ہش / ۱۹۹۰ء بمقام اسلام آباد یو۔کے

مکرم منیر احمد صاحب جاوید مبلغ سلسلہ دفتر P.S لندن کا قلمبند کردہ یہ بصیرت افروز خطبہ عید الفطر ادارہ مسبکدوش اپنی ذمہ داری پر ہدیۂ قارئین کر رہا ہے ——— (ایڈیٹر)

تشہد و تعوذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور انور نے فرمایا:

عید کا دن خوشیوں کا دن ہے اور لقاء کا دن ہے۔ دوست محبت سے ایک دوسرے سے گلے ملتے ہیں اور قریبی اور رشتے دار ایک دوسرے سے قریب ہو کر غیر معمولی خوشی محسوس کرتے ہیں۔ ایک دوسرے کو تحائف دیئے جاتے ہیں اور اس عید کی یہ خصوصی شان ہے کہ یہ رُوٹھے ہوؤں کو ملانے والی عید ہے۔ اور وہ لوگ جو جدائی کے صدمے برداشت کرتے رہے ہوں، اُن کے لئے یہ عید وصل کا پیغام لاتی ہے۔ اس ضمن میں پیشتر اس کے کہ میں آج کے خطبے کا مضمون بیان کروں، میں آپ کو اُن

اسیرانِ راہِ مولیٰ

کی یاد دلانی چاہتا ہوں، جو مدتوں سے اپنے پیاروں سے بچھڑے ہوئے ہیں۔ اُن کا کوئی قصور نہیں سوائے اس کے کہ انہوں نے ایک منادی کی آواز پر لبیک کہا جس نے خدا کے نام پر اُن کو اپنی طرف بلایا تھا اور انہوں نے

آمَنَّا وَصَدَّقْنَا

کہتے ہوئے اُن نیک کاموں میں اُس کی پیروی کی جن نیک کاموں کی طرف اس سے قبل حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم نے بلایا تھا۔ اور اس کے سوا اُن کا کوئی قصور نہیں تھا۔ اس تعلیم پر عمل کرنے کے نتیجے میں ان کو سزائیں دی گئیں جو تعلیم حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم پر ظاہر فرمائی گئی تھی اور صرف یہی جرم تھا جس کے نتیجے میں وہ طرح طرح کی اذیتوں میں مبتلا کئے گئے اور بہت سے اُن میں سے ایسے ہیں جو آج قید و بند کی صعوبتوں میں جکڑے ہوئے، اپنے پیاروں سے دُور بیٹھے ہیں۔ پس دوستوں سے ملنے کی، محبت کے تعلقات میں مزید مضبوطی پیدا کرنے والی اس عید کے دن اُن کو اگر ہم بھلا دیں گے تو ہم بے وفاؤں میں لکھے جائیں گے۔ اس لئے آج بھی ان کو یاد رکھیں دعاؤں میں خصوصیت سے اور بعد میں بھی جب بھی آپ خوشی کی کوئی لہر محسوس کریں تو اس لہر کے ساتھ ایک غم کی لہر بھی محسوس کریں اور اُن کے لئے دعائیں کریں جو خدا کی راہ میں تکلیفیں اُٹھا رہے ہیں۔

لقاء کے سلسلے میں ایک لقاء تو وہ ہے جو انفرادی طور پر کسی حد تک کمائی جاتی ہے لیکن حقیقت یہ ہے کہ لقاء میں محض کمانے کا دخل نہیں بلکہ انعام کا بہت بھاری دخل ہوا کرتا ہے۔ عاشق خواہ کیسا ہی عاشق کیوں نہ ہو۔ کیسا ہی اُس کے اندر وفا کا مادہ نہ پایا جائے، جب تک محبوب خود اپنا جلوہ دکھانے کا فیصلہ نہ کرلے، عاشق کی کوئی محنت اُس کے کام نہیں آیا کرتی۔ اس لئے لقاء میں ایک دوہت کا مضمون ہے۔ اور ان دونوں کے ملنے سے لقاء ہوتی ہے۔ یعنی محنت اور وفا اور پھر انعام۔ یہ جب اکٹھے ہو جائیں پھر لقاء کا مضمون مکمل ہوتا ہے۔ رمضان مبارک کے بعد جو عید ہے وہ بھی ہمیں یہی پیغام دیتی ہے کہ تم نے بہت محنت کی اور انعام کے طور پر خدا نے تمہیں خوشیوں کا ایک دن دکھایا ہے لیکن یہ یاد رکھنا کہ اصل خوشیوں کا دن وہی عید ہے جو دائمی ہے جو اللہ تعالیٰ کی لقاء کی عید ہے۔

اس ضمن میں آج ایک نئے مضمون کی طرف آپ کو متوجہ کرنا چاہتا ہوں۔ بہت سی لقاء ہے جس میں انسان کی ذاتی محنت کا کسی حد تک دخل ہوا کرتا ہے لیکن ایک ایسی لقاء ہے جس میں زیادہ سے زیادہ انعام کا عنصر شامل ہوتا ہے اور بہت کم محنت کا دخل ہوا کرتا ہے اور یہ وہ لقاء ہے جو نبوت کے زمانے میں انسان کو نصیب ہوتی ہے۔ جب خدا تعالیٰ کی طرف سے ایک مامور من اللہ پر اپنی محبت کے چھینٹے پڑتے ہیں اور پیار کا نزول ہوتا ہے تو اس کا انتشار باقی دُنیا میں بھی دکھائی دینے لگتا ہے اور ایسے لوگوں پر بھی وہ چھینٹے پڑتے ہیں جن کا اُن پر ایمان لانے سے بھی کوئی تعلق نہ ہو اور جگہ جگہ لقاء کے مظاہرے شروع ہو جاتے ہیں اور بہت سے ایسے ہیں جو اُسی رُوحانی ترشح کے نتیجے میں جو خدا تعالیٰ کی طرف سے دراصل اپنے ایک پیارے پر نازل ہو رہا ہوتا ہے اور اس پیارے کی برکت سے کچھ ماحول میں پھیلتا ہے۔ دُور دُور سے رُوحانیت کے اس انتشار سے متأثر ہو کر خدا کے ایسے پیاروں کی تلاش میں نکل کھڑے ہوتے ہیں۔ چنانچہ حضرت عیسیٰؑ کے زمانے میں بھی ایسے واقعات ہوئے کہ بہت دُور دُور کے علاقوں سے غیر ملکوں سے لوگوں نے آسمان پر انتشار نور کی علامتیں دیکھیں اور اگرچہ تاریخ اُن تفاصیل کو محفوظ نہیں رکھ سکی۔ لیکن ہم جیسا کہ رُوحانی نظام سے واقف ہیں ضرور اُمید رکھتے ہیں کہ خدا کی طرف سے رؤیا اور کشوف کے ذریعے اُن کو کچھ دکھایا گیا ہوگا۔ اور بعض علم نجوم کے نتیجے میں اُن کی توجہ اس کی طرف نہیں پھری۔ یہی واقعہ حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کے زمانے میں بھی رُونما ہوا اور یہ انتشار ایک انتشار عام تھا۔ بہت دُور دُور سے یہودی علماء کو خدا تعالیٰ نے اس نور کے نزول کی خبریں دیں جس کا چھینٹا اُن کے دل پر بھی پڑا اور اس کے نتیجے میں وہ حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کی تلاش میں

نکل کھڑے ہوتے اور ان میں سے کئی خوش نصیب ایسے تھے جن کو ہدایت نصیب ہوئی۔ یہ انتشار، زیادہ کثرت اور زیادہ شدت سے پھر ایمان لانے والوں کے حصے میں آتا ہے اور کثرت سے صاحب ایمان لوگوں پر بلا کے اس غیر معمولی لقاء کے چھینٹے پڑتے ہیں۔ وہ ایمان لاتے ہیں اور استقامت دکھاتے ہیں۔ لیکن غیر معمولی محنت نہیں کرتے۔ اس کے باوجود اللہ کے فضل کے ساتھ لقاء ان کے حصے میں آتی ہے اور وہ لقاء باری تعالیٰ جس کے لئے بعض راھب عمریں گنوا دیتے ہیں اور غیر معمولی مشقتیں کرتے اور محنتیں اٹھاتے ہیں، ان کو بہت معمولی سی قربانی کے نتیجے میں نصیب ہوجاتی ہے اور ایسی قربانی کے نتیجے میں نصیب ہوجاتی ہے جو درحقیقت ان پر ٹھونسی جاتی ہے۔ بلالؓ نے کب کہا تھا کہ آؤ اور مجھے گلیوں میں گھسیٹو۔

ایمان اور وفا تھی

یہ دو باتیں تھیں جن کے نتیجے میں بلائیں ان پر ماحول کی طرف سے نازل کی گئیں۔ پس ایسے لوگ جو خدا کی خاطر وفا اور استقامت دکھاتے ہیں جب ماحول ان پر بلائیں ڈالتا ہے تو آسمان سے ان پر لقاء نازل ہوتی ہے اور ایسے لوگ خدا تعالیٰ کی طرف سے انعام پانے والوں میں شمار ہوتے ہیں۔ طرح طرح سے ان پر انوار کا نزول ہوتا ہے۔ کشوف ظاہر ہوتے ہیں۔ الہامات ہوتے ہیں۔ سچی رؤیا دکھائی جاتی ہے۔ ان میں وہ علامتیں ظاہر ہوتی ہیں جو خدا کے پیاروں کی علامتیں ہوا کرتی ہیں۔ اُن کی دعائیں عام لوگوں کی نسبت زیادہ مقبول ہوتی ہیں اور ان کے دشمنوں سے خدا ایسا سلوک کرتا ہے کہ وہ دوسروں کے لئے عبرت بن جایا کرتے ہیں۔

یہ انتشار نور حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کا ہی ہے جس کا اس دور میں ہم نے پھل کھایا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں ؎

اُس سے یار سے ملاتے اندر کی راہ دکھائے

دولت کا دینے والا فرمانروا یہی ہے

کہ آج سے تیرہ سو سال کا عرصہ گذر چکا ہے۔ آج تک ہم حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کے ذریعے لقاء کا فیض پا رہے ہیں اور یہ ایسا راہنما ہے جو محض باہر سے تسلی نہیں دیتا بلکہ اندر کی راہ دکھاتا ہے صاحب خانہ بنا دیتا ہے۔ باہر والوں کو یہ نہیں بتاتا کہ ہم نے جلوے دیکھے ہیں۔ ایک صلائے عام کرتا ہے کہ آؤ ہم تمہیں بھی جلوے دکھائیں تمہیں بھی اس یار سے ملائیں جس یار سے ہم مل کر آئے ہیں۔ پس یہ وہ لقاء کا مضمون ہے جو ہمارے آگے کامل ہوجاتا ہے اور یہی وہ لقاء ہے جس کے جلوے جماعت احمدیہ ایک سو سال سے زائد عرصہ ہوا مسلسل دیکھتی چلی جارہی ہے۔ پس اگر کوئی شخص انانیت کے نتیجے میں یا نفس کے دھوکے کے نتیجے میں اپنی ہستی کے وہم میں مبتلا ہوجائے اور اس راہ سے اپنے نفس میں تکبر پیدا ہونے دے یہ اس کی بڑی بدنصیبی ہوگی۔ امر واقعہ یہ ہے کہ یہ وہی انتشار نور ہے جو حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کے ذریعے آج تک مسلسل مومنین کو عطا ہوتا چلا آیا ہے۔ لیکن ایک لمبے عرصے کی اندھیری رات کے بعد جب وہ بدر کامل نمودار ہوا جس نے تمام تر روشنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کے سورج سے پائی تو یہ وہی نور تھا جس کا از سر نو انتشار بڑی کثرت کے ساتھ ہم نے آخرین کے زمانے میں دیکھا۔ یہ ایک اتنا وسیع مضمون ہے کہ اسے ایک آدھ مجلس میں مکمل کرنا تو درکنار مہینوں کی مسلسل مجالس میں بھی اِن واقعات کا احاطہ کرنا ممکن نہیں۔

آج دنیا میں کوئی احمدی گھر شاذ ہی ایسا ہوگا جس نے اس انتشار نور سے حصّہ نہ پایا ہو۔ جس میں ایسے گواہ نہ قائم ہو گئے ہوں جو اپنے ذاتی تجارب سے گواہی دے سکتے ہوں کہ ہم نے خدا کو مستجاب الدعوات پایا ہے۔ آڑے وقتوں میں وہ ہماری دعاؤں کو سنتا اور ہمارے کام آتا ہے اور اس کا نزول ہم نے دوستی کے رنگ میں بھی دیکھا اور دشمنوں سے دشمنی کرنے کے طور پر بھی دیکھا۔ ہر رنگ میں ہم نے اس کو ایک وفادار محبت کرنے والا اور بہت ہی مہربان زندہ وجود کے طور پر پایا ہے یہ وہ گواہی ہے جو آج لکھوکھا احمدی دنیا کے ۱۲۰ ممالک میں دے رہے ہیں۔ اگر کچھ گھروں میں اس پہلو سے خلا محسوس ہو اگر ایک ایسی نسل آج پیدا ہوئی ہے جو اُن گواہوں میں شامل نہیں ہے بلکہ سننے والوں میں شامل ہے تو یہ ایک خطرے کا مقام ہے۔ اس لئے

ضروری ہے کہ لقاء کے مضمون کو بار بار جماعت کو یاد دلایا جائے

اور کثرت کے ساتھ ذہن نشین کرایا جائے اور دلنشین کروایا جائے کہ ہماری روحانی زندگی لقاء پر منحصر ہے۔ جو نسلیں لقاء سے محروم رہ جائیں گی وہ احمدیت کے انجام کی خبریں دینے والی نسلیں ہوں گی اور ایک دردناک انجام کی خبریں دینے والی ہوں گی۔ اس لئے دعائیں بھی کریں اور کوشش بھی کریں اور اپنی نئی نسلوں کو یاد بھی کرائیں اور ان کو اُن راہوں پر چلائیں جن راہوں پر خدا کی لقاء نصیب ہوتی ہے تاکہ نسلاً بعد نسلٍ ہم اس نور کے گواہی دینے والے دنیا کے سامنے پیش کرتے چلے جائیں یہاں تک کہ ہر آنے والی نسل پہلی نسلوں سے فیض پاتی رہے اور پھر اگلی نسلوں کو فیض پہنچاتی رہے۔

یاد دہانی کے طور پر، تحدیث نعمت کے طور پر میں نے کچھ واقعات اکٹھے کئے: حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانے کے اور بعد میں آنے والے زمانوں کے۔ لیکن چونکہ یہ بہت ہی وسیع مضمون تھا، اختصار کرتے کرتے چند واقعات ہی چن سکا ہوں جو نمونۃً آج آپ کے سامنے رکھتا ہوں تاکہ آپ کو علم ہو کہ لقاء ہوتی کیا ہے۔ کس طرح خدا اپنے بندوں پر فیض فرمایا کرتا ہے۔ کس طرح خدا والوں کی علامتیں اُن میں ظاہر ہوا کرتی ہیں۔ دلائل کی دنیا اور ہے اور شہادات کی دنیا اور ہے۔ شہداء ہیں دراصل جو خدا کی ہستی کا زندہ ثبوت ہوا کرتے ہیں اور ان شہداء میں سب سے بڑے شہید حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم تھے جن کو قرآن کریم کے مطابق تمام انبیاء پر شہید مقرر کیا گیا۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانے میں اس کثرت سے انتشار نور ہوا، جیسا کہ میں نے بیان کیا ہوا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام بار بار مسلسل اعتراف کرتے چلے جاتے ہیں کہ یہ سب فیض محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کا فیض ہے۔ پس اس بات کو یاد رکھتے ہوئے ان واقعات سے لطف اندوز ہوں اور اس کے نتیجے میں اگر دلوں میں لقاء کی تمنا بے قرار ہو اور ایسی التجائیں دل سے اٹھیں کہ خدا آج کی نسلوں پر بھی اسی طرح نازل ہونے لگے جس طرح پہلی نسلوں پر نازل ہوا کرتا تھا تو ہم سمجھیں گے کہ ہم نے اپنی زندگی کے مقصد کو پالیا ہے اور

یہی ہمارے لئے حقیقی اور دائمی عید کا زمانہ ہوگا

طاعون کے زمانے میں جب حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے یہ پیشگوئی کی کہ خدا کے فضل کے ساتھ احمدیوں میں سے بھاری تعداد طاعون کی وبا سے بچائی جائے گی اور میرے گھر پر اس بیماری کے نتیجے میں کوئی ایسا حملہ نہیں ہوگا جسے دشمن ہنسی کے طور پر دنیا کے سامنے پیش کرسکے۔ خدا یہ امتیازی سلوک اس شان سے دکھائے گا کہ دنیا اس امتیاز کو کھلے بندوں دیکھے گی جیسے دن کی روشنی میں ایک چیز کا مشاہدہ کیا جاتا ہے۔ یہ اعلان تھے جو دنیا میں ہو رہے تھے۔ اس پر کتابیں لکھی جارہی تھیں اور بار بار اشتہارات دیئے جارہے تھے اور ساری جماعت کو نمونے کے طور پر دنیا کے سامنے رکھا جارہا تھا کہ ایک ایسا وقت آیا کہ حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ کو ٹائیفائڈ کا بخار اس شدت سے ہوا، جو بہت چھوٹی عمر کے تھے، کہ خطرہ پیدا ہوا کہ

اگر اس بیماری میں یہ مر گئے تو ساری دنیا ہنسے گی اور کہے گی کہ دراصل تم نے ٹائیفائڈ بنا دیا ہے۔ یہ طاعون ہی تھا اور تم اپنے دعوؤں میں جھوٹے نکلے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام لکھتے ہیں کہ جب حالت ابتر پیدا ہوگئی اور دل میں خوف پیدا ہوا کہ یہ معمولی تپ نہیں۔ ایک بلا ہے۔ اسی حالت میں میں نے وضوء کیا اور نماز کے لئے کھڑا ہوگیا اور معاً کھڑا ہونے کے ساتھ ہی مجھے وہ حالت میسر آگئی جو استجابت دعا کی ایک کھلی کھلی نشانی تھی اور میں اس خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں جس کے قبضہ میں میری جان ہے کہ ابھی میں شاید تین رکعت پڑھ چکا تھا کہ میرے پر کشفی حالت طاری ہوگئی اور میں نے دیکھا کہ لڑکا ہوش کے ساتھ چارپائی پر بیٹھا ہے اور پانی مانگتا ہے اور میں چار رکعت پوری کر چکا تھا۔ فی الفور اس کو پانی دیا اور بدن پر ہاتھ لگا کے دیکھا کہ تپ کا نام و نشان نہیں اور ہذیان اور بے تابی اور بے ہوشی بالکل دور ہو چکی ہے اور لڑکے کی حالت بالکل تندرستی کی تھی۔

حضرت مرزا شریف احمد صاحب رضی اللہ عنہ کو دیکھنے والوں میں سے آج یہاں بھی بیسیوں ہوں گے اگر سینکڑوں نہیں۔ اور وہ گواہ ہیں کہ کس طرح اللہ تعالیٰ نے بعد میں اُن کو لمبی عمر عطا فرمائی۔

ایک چھوٹا سا واقعہ حضرت مرزا بشیر احمد صاحب رضی اللہ عنہ لکھتے ہیں افغانستان کی ایک مہاجرہ کے متعلق، ان کا نام امۃ اللہ بی بی تھا، ان کو ہم لال پری کہا کرتے تھے۔ یہی اُن کا نام مشہور تھا اور ان کی اولاد انگلستان میں بھی موجود ہے اور جرمنی میں بھی موجود ہے جنہوں نے خود اپنی والدہ سے یہ سارے قصے سنے ہوئے ہیں۔ وہ بتاتی ہیں کہ بچپن میں آشوب چشم کی سخت شکایت ہو جاتی تھی اور آنکھوں کی تکلیف اس قدر بڑھ جاتی تھی کہ انتہائی درد اور سرخی کی وجہ سے آنکھ کھولنے تک کی طاقت نہیں رہتی تھی۔ والدین نے بہت علاج کرایا مگر افاقہ نہ ہوا۔ تکلیف بڑھتی گئی ایک دن جب ان کی والدہ پکڑ کر اُن کی آنکھوں میں دوائی ڈالنے لگی تو وہ ڈر کر یہ کہتے ہوئے بھاگ گئی کہ میں تو حضرت صاحب سے دم کراؤں گی۔ وہ بیان کرتی ہیں کہ میں گرتی پڑتی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے گھر پہنچ گئی اور حضور علیہ السلام کے سامنے جا کر روتے ہوئے عرض کیا کہ میری آنکھوں پر دم کریں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے دیکھا تو میری آنکھیں خطرناک طور پر ابلی ہوئی تھیں اور میں درد سے بے چین ہو کر کراہ رہی تھی۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنی انگلی پر اپنا تھوڑا سا لعاب دہن لگایا اور ایک لمحے کے لئے رک کر جیسے شاید حضور علیہ السلام دل میں دعا کر رہے تھے، بڑی شفقت کے ساتھ اپنی یہ انگلی میری آنکھوں پر آہستہ آہستہ پھیر دی اور پھر میرے سر پر ہاتھ رکھ کر فرمایا۔ بچی جاؤ۔ اب خدا کے فضل سے تمہیں یہ تکلیف کبھی نہ ہوگی۔ مسمّاۃ امۃ اللہ بی بی بیان کرتی ہے کہ اس کے بعد

آج تک جبکہ میں ستّر سال کی بوڑھی ہو چکی ہوں کبھی ایک دفعہ بھی میری آنکھیں دُکھنے نہیں آئیں۔

اور میں خود بھی اس بات کا گواہ ہوں۔ بچپن میں ہم نے بارہا اُن کو اپنے گھروں میں آتے جاتے دیکھا۔ حضرت مرزا بشیر احمد صاحب کے گھر تو وہ بہت ہی خدمت کیا کرتی تھیں۔ کبھی اُن کو کسی نے بھی آشوب چشم میں مبتلا نہیں دیکھا۔

اس قسم کی شفاء کے واقعات ایسے لوگوں کے حق میں بھی رُونما ہوئے جو بیعت پر آمادہ نہیں تھے اور کسی وجہ سے متردد بیٹھے تھے اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ذریعے انہوں نے جب خدا کی تقدیر کے جلوے دیکھے تو پھر اللہ تعالیٰ کے فضل سے اُن کو شرح صدر نصیب ہوا۔

انہیں خوش نصیبوں میں میری نانی مرحومہ بھی شامل تھیں۔

یعنی سیدہ مریم بیگم میری والدہ کی والدہ۔ میرے نانا نے باوجود اس کے کہ اس زمانے میں راولپنڈی کے ماحول میں کلّر سیداں کے علاقے میں احمدی ہونا ایک بہت ہی بڑا زلزلہ برپا ہونے والی بات تھی اور پھر سید خاندان میں سے کوئی احمدی ہو جائے تو اس سے تو قیامت ٹوٹ پڑتی تھی۔ لیکن اُن میں خدا تعالیٰ کے فضل سے غیر معمولی تقویٰ اور جرأت تھی اور باوجود اس کے کہ ایک بہت ہی قدیم سیدوں کی گدی میں ایک صاحب حیثیت بزرگ تھے۔ پھر بھی انہوں نے جرأت کے ساتھ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو قبول کیا۔ لیکن نانی مرحومہ ڈرتی رہیں اور وہ یہ کہا کرتی تھیں کہ اگر میں نے بیعت کرلی تو مجھے میرے پہلے پیر کی بددعا نہ لگ جائے۔ ایسی حالت میں ایک دفعہ وہ سخت بیمار ہوگئیں اور ڈاکٹروں نے ان کی صحت سے جواب دے دیا اور یہ بتا دیا کہ حالت اتنی ابتر ہو چکی ہے کہ اب کسی گھڑی کی مہمان ہیں۔ ایک دو گھڑی کی مہمان ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو یہ دعا کا پیغام بھجوایا گیا۔ ہاں۔ ابھی دعا کا پیغام نہیں گیا (تھا کہ) اسی حالت میں انہوں نے رؤیا میں دیکھا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام رؤیا میں نظر آتے ہیں اور پوچھتے ہیں۔ کیا تکلیف ہے۔ جواب میں کچھ پانی دم کر کے دیا اور حضور نے خواب ہی میں اپنا نام اور سکونت بتائی اور فرمایا کہ میں مسیح اور مہدی ہوں۔ انہوں نے خود روایت کی کہ میرا خیال تھا کہ صبح تک میرا جنازہ نکلے گا۔ مگر اس رؤیا کے بعد خلاف توقع جب میں بیدار ہوئی تو بالکل صحت مند تھی اور جسم میں طاقت پیدا ہو چکی تھی۔ چنانچہ اس نشان کو دیکھ کر اسی وقت انہوں نے فوراً قادیان آدمی دوڑایا کہ جلدی سے میری بیعت کا خط لے جاؤ اور تاکہ بلا تاخیر میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صداقت کی گواہوں میں لکھی جاؤں۔

احیائے موتٰی کے یہ واقعات حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانے میں اس کثرت سے تھے کہ اگر ان سارے واقعات کو اکٹھا کر کے یکجائی نظر ڈالی جائے تو کوئی منصف مزاج یہ وہم بھی نہیں کر سکتا کہ حضرت مسیح جو موسیٰ علیہ السلام کے مسیح تھے محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا مسیح علیہ السلام کسی شان میں کم تھا۔ اس کثرت سے احیائے موتٰی کے اور غیر معمولی طور پر بگڑے ہوئے مریضوں کی شفا کے واقعات نظر آتے ہیں کہ آج بھی ہزاروں وہ لوگ زندہ ہیں جنہوں نے اپنے اُن بزرگوں کو دیکھا ہے جو زندہ نشان تھے۔ جنہوں نے ان نشانات کو اپنی آنکھوں سے دیکھا۔ لیکن یہ کوئی ایسا قصہ نہیں جو ماضی میں رہ گیا ہو۔ یہ انتشارِ نور جاری رہا ہے اور پچھلی پوری صدی گواہ ہے کہ مسلسل جاری ہے اور آج بھی جاری ہے۔ حضرت مولوی عبدالمالک خان صاحب مرحوم مغفور یہ واقعہ بیان کرتے ہیں کہ ۱۹۳۹ء کا واقعہ ہے، میں فیروز پور میں متعین تھا۔ (مختصراً میں اُن کی طرف سے یہ بیان کر دیتا ہوں) ان کی بیگم صاحبہ بہت سخت بیمار ہوگئیں۔ بچے کی پیدائش کے نتیجہ میں اُن کی بڑی بیٹی فرحت بیگم پیدا ہوئی تھیں جو آجکل حیدر آباد دکن میں ہیں۔ اس کے نتیجے میں بے احتیاطی ہوئی۔ بخار چڑھ گیا جو انفیکشن کا بخار تھا۔ اس زمانے میں تو ابھی پینسلین وغیرہ ایجاد نہیں ہوئی تھی۔ بخار اکثر مہلک ثابت ہوا کرتا تھا اور ۱۰۸ تک درجہ حرارت پہنچ گیا۔ وہ اپنی بیوی کو ہسپتال چھوڑ کر سیدھا قادیان بھاگے اور جا کر وہ کہتے ہیں کہ میں نے دروازہ کھٹکھٹایا قصر خلافت کا۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ باہر نکلے اور کہا مالک، کس طرح آئے ہو۔ اور ساتھ ہی مجھے لے کر اندر ڈرائینگ روم میں چلے گئے۔ حضرت حافظ مختار احمد صاحب بھی بیٹھے ہوئے تھے۔ میں نے عرض کیا کہ یہ کیفیت ہے اور بچنے کی کوئی صورت نظر نہیں آتی۔ وہ کہتے ہیں کہ حضرت صاحب نے دعا کی اور چند لمحہ توقف فرمایا اور میرے بازو پر ہاتھ مار کر فرمایا۔

مولوی صاحب! اب آپ کی بیوی کو بخار نہ ہوگا۔

اس جگہ حضرت حافظ مختار احمد صاحب بھی تشریف فرما تھے۔ حضور نے مجھے یہ بشارت دی اور فرمایا۔ آپ اب جا سکتے ہیں۔ اس پر حضرت حافظ صاحب بھی میرے ہمراہ باہر تشریف لائے اور باہر نکل کر مجھے بتایا کہ آپ کی بیوی کا بخار پونے دس بجے ٹوٹا ہوگا۔ کیونکہ جس لمحہ حضور نے آپ کو بشارت دی اُس وقت میں نے گھڑی دیکھی تو بعینہٖ اس وقت پونے دس کا وقت تھا۔ اس لئے آپ جائیے اور جا کر دریافت کریں کہ یہ بخار کب ٹوٹا تھا۔ کہتے ہیں میں واپس فیروز پور پہنچا۔ ہسپتال میں جو عیسائی ہاسپٹل تھا وہاں کی عیسائی لیڈی ڈاکٹر سے انہوں نے کہا کہ میری بیوی ٹھیک ہو چکی ہے اور میں یہ معلوم کرنا چاہتا ہوں کہ کیا اس کا بخار پونے دس بجے ٹوٹا تھا۔ اُس نے کہا۔ تمہیں کیسے پتہ کہ یہ ٹھیک ہو گئی ہے اور تمہیں کیسے پتہ کہ پونے دس بجے ٹوٹا ہے۔ انہوں نے کہا کہ میں قادیان سے آرہا ہوں۔ اس طرح میں نے دعا کی درخواست کی تھی۔ یہ واقعہ ہوا ہے۔ اس لئے مجھے یقین ہے۔ شاید اس اُمید پر کہ یہ بات جھوٹی نکلے وہ اُسی وقت حالانکہ ملاقات کا وقت نہیں تھا، مولوی عبدالمالک خان صاحب کو ساتھ لے کر ان کے کمرے میں گئی اور بخار کا چارٹ دیکھا۔ عین ۹ بجے کے ۴۵ منٹ پر بخار نارمل ہوا تھا اور وہ چارٹ گواہ بنا ہوا کھڑا تھا۔

پس یہ جو رؤیت اور لقاء کے واقعات ہیں،

یہ احمدیت میں ایک زندہ حقیقت کے طور پر جاری و ساری ہیں اور پیچھے رہنے والے نہیں ہیں۔ گزشتہ ایک صدی کے احمدیوں نے اپنے ایمان اور وفا سے ان کی حفاظت کی۔ میں آپ کو آج یہ متنبہ کرنا چاہتا ہوں کہ اگر آپ نے آنے والی صدی میں اسی طرح وفا اور ایمان کے ساتھ ان کی حفاظت نہ کی تو آپ خدا کے حضور جوابدہ ہوں گے۔ یہ عظیم نعمت ہے جسے خدا ہرگز نہیں بدلے گا اگر آپ نے اس کو نہ بدلا۔ کیونکہ قرآن کریم کا وعدہ ہے کہ اِنَّ اللّٰہَ لَا یُغَیِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰی یُغَیِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِھِمْ ۔ جو خدا تعالیٰ کسی قوم کو نعمت عطا کیا کرتا ہے کبھی بھی اس کو خود نہیں بدلتا یہاں تک کہ قوم اپنے اعمال اور کردار کی وجہ سے اس کو بدلنے کا فیصلہ نہ کرلے۔

مولوی غلام رسول صاحب راجیکی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانے کا ایک دلچسپ واقعہ لکھتے ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ یہاں قادیان میں ایک، مجذوب آیا جو غالباً ضلع سیالکوٹ کا تھا۔ اس کی نسبت یہ سُنا تھا کہ اُس نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے درخواست کی ہے کہ حضور! میری بیعت لے لیں۔ تو حضرت نے خلافِ معمول اس سے فوراً بیعت لے لی۔ حالانکہ آپ کا معمول یہ تھا کہ جب بھی کوئی شخص ملاقات کو آتا اور بیعت کی درخواست کرتا تو فوراً بیعت نہ لیتے بلکہ ارشاد فرماتے کہ چند روز ٹھہرو ابھی اور تحقیق کرلو۔ اس سے نہ صرف بیعت لی بلکہ اس کو جانے کی بھی اجازت دے دی۔ اس پر بعض لوگ بہت متعجب ہوئے اور اس مجذوب سے پوچھا کہ یہ کیا قصہ ہے۔ اور یہ پوچھا کہ آپ کو بیعت کی تحریک کیسے ہوئی۔ تو اُس نے کہا کہ آسمان پر اعلان کیا گیا ہے کہ جو لوگ مسیح موعود کی بیعت نہیں کرتے ان کو آسمان سے نیچے گرا دیا جائے۔ چنانچہ اس حکم کی تعمیل میں جو بڑے بڑے بزرگ اور روحانی لوگ آسمان پر تھے اور انہوں نے حضرت مسیح موعودؑ کی بیعت نہیں کی تھی اُن کو نیچے گرایا جانے لگا۔ اس سلسلہ میں خدا کا ایک فرشتہ جو اس کام پر مامور تھا، میری طرف بھی آیا۔ میں نے کہا کہ میں ابھی بیعت کرلوں گا۔ مجھے آسمان سے گرا کر زمین پر نہ پھینکا جائے اسی وجہ سے اور اسی تحریک کی بناء پر میں بیعت کے لئے حاضر ہوا ہوں۔ مولوی صاحب لکھتے ہیں کہ اس مجذوب کا نام فقیر محمد تھا جو سیالکوٹ کے ایک نامی نالے کے کنارے کی کسی بستی میں رہنے والا تھا اور وہی ہے جس نے بیعت کے بعد حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تائید اور تصدیق میں ایک اشتہار بھی شائع کیا تھا۔ جس اشتہار کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنی کتاب "حجۃ اللہ" میں نقل کیا ہے۔ اسی واقعہ کی ایک اور روایت جو مجھ تک پہنچی تھی۔ اس میں الفاظ یہ تھے کہ جب کسی نے اس سے پوچھا کہ تم آ گئے ہو اور آتے ہی فوراً واپسی کی اجازت لے لی اگر اتنے ہی بڑے تھے تو یہاں آنے کی کیا ضرورت تھی۔ تو اُس نے جواب میں کہا کہ میں کیوں نہ آتا۔ اس نے پنجابی میں کہا "آتوں جُتّیاں پیندیاں سُن کر جا بیعت کر کے آ۔" کہ اُوپر سے جوتیاں پڑ رہی تھیں۔ تو مضمون وہی ہے۔ لیکن جس راوی نے مجھ سے روایت بیان کی اُس نے پنجابی کے اس دلچسپ فقرے میں اس مضمون کو بیان کیا۔

یہ بھی تو تشریح کا ایک اظہار ہے کہ ایسے دشمنوں کو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صداقت دکھائی گئی جو بدنصیبی سے اس سے فائدہ نہیں اُٹھا سکے۔ چنانچہ دوالمیال کے مولوی کرم داد صاحب جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے صحابی تھے اور ان کی وجہ سے خدا تعالیٰ کے فضل سے دوالمیال میں بڑی کثرت سے احمدیت کا نفوذ ہوا۔ وہ بیان کرتے ہیں کہ وہاں ایک، شخص محمد علی نامی جو جماعت کے ایک اشد معاند مولوی لال شاہ کا مُرید تھا، اُس نے ایک دن بہت ہی جھگڑا کیا اور بدکلامی سے پیش آیا۔ اُس نے رات خواب دیکھی کہ حضرت مرزا صاحب میرے گھر آئے ہیں اور انہوں نے مجھے بازو سے پکڑ کر فرمایا کہ تم میرے ساتھ چلو۔ میں اُٹھ کر آپ کے ساتھ ہو گیا۔ جب گورستان کے قریب پہنچے تو

آپ نے ہاتھ مبارک سے اشارہ کر کے فرمایا کہ تمہارا تو یہ مکان ہے

تم کیوں لڑتے جھگڑتے ہو۔ اس کے بعد آپ چلے گئے۔ صبح اُٹھ کر اُس نے رؤیا میں جو کچھ دیکھا اپنی عورت کو بتا دیا۔ جس نے گاؤں میں یہ بات مشہور کر دی۔ خدا کی قدرت کہ دوسرے دن جمعہ کا دن تھا۔ وہ اچانک مر گیا اور اسی دن قبرستان پہنچ گیا جس کے متعلق اس کو رات رؤیا میں دکھایا گیا تھا۔

ٹانگانیکا کے عبدالکریم صاحب ڈار جو غالباً یہاں ہمارے نذیر ڈار صاحب[1] کے بزرگوں میں سے ہوں گے۔ اسی لئے میں نے اس واقعہ کا انتخاب کر لیا ہے۔ ان کو بھی اللہ تعالیٰ نے رؤیا کے ذریعے ہی احمدیت کی صداقت سے آشنا فرمایا۔ ان کی روایت ہے۔ رات ½۹ بجے کا وقت تھا کہ میں عین بیداری کے عالم میں دیکھتا ہوں کہ پہلے قدرے ہوا چلی۔ پھر اس کے ساتھ برسات ہوئی اور اس کے مًعا بعد میں نے دیکھا کہ ایک بزرگ لمبے قد کے سر پر سبز پگڑی اور ہاتھ میں سوٹی لئے ہوئے آئے۔ میں نے ان سے سوال کیا کہ دُنیا میں اس وقت کونسا مذہب سچا ہے۔ انہوں نے کہا:۔

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

میں نے پھر وہی سوال کیا جس پر انہوں نے پھر بسم اللہ الرحمن الرحیم پڑھی۔ تیسری بار میں نے خیال کیا کہ یہ بزرگ مجھ سے بسم اللہ پڑھانا چاہتے ہیں۔ اس پر میں نے جلدی سے بسم اللہ الرحمن الرحیم پڑھی اور اُن سے کہا کہ میں پریشان ہوں۔ مجھے بتائیے کہ اس وقت دُنیا میں کونسا مذہب سچا ہے تو انہوں نے دائیں ہاتھ کی اُنگلی سے اشارہ کر کے کہا۔ اس وقت دُنیا میں احمدی مذہب سچا ہے۔ یہ نظارہ میں نے بالکل بیداری کے عالم میں دیکھا اور میں خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ یہ واقعہ بالکل اسی طرح ہے جس طرح کہ میں نے اُوپر لکھوایا ہے۔ اس کے نیچے شیخ مبارک احمد صاحب جو آجکل مبلغ انچارج امریکہ ہیں۔ وہ اُس وقت مبلغ اور امیر تھے، اُن کی گواہی پڑھی ہوئی ہے۔ ان کے دستخط ہیں اور قاری محمد یٰسین صاحب مرحوم کی گواہی ہے جو ہمارے ندیم صاحب[2] کے غالباً بڑے بھائی تھے

افریقن قوموں میں سے بھی متعدد واقعات ایسے ملتے ہیں کہ بہت سی جگہ احمدیت کا پودا رؤیا اور کشوف کے ذریعے لگایا گیا۔

[1] مکرم نذیر احمد صاحب ڈار (لندن) مراد ہیں۔ [2] مکرم محمد ابراہیم ندیم صاحب آف لندن مراد ہیں (مرتب)

باؤنماہن (غالباً یہی تلفظ ہوگا) کے ایک نوجوان عیسیٰ احمد فلانی نے خاکسار محمد صدیق امرتسری سے (بیان کی گواہی ہے) اپنا ایک مبشر خواب یوں بیان کیا کہ میں ۱۹۸۱ء کے دوران احمدیت کے متعلق تحقیق اور استخارہ کر رہا تھا جب میرے قبیلہ والے احمدیوں کی سخت مخالفت کر رہے تھے، میں نے ایک شب خواب دیکھا کہ اندھیری رات ہے۔ مگر آسمان پر ستارے جھلملا رہے ہیں جن کے درمیان سبز حروف سے انگریزی کی یہ عبارت لکھی ہے۔

THE AHMADIYYA MUSLIMS IS THE LAST BOAT TO SAVE THE WORLD FROM NOHA'S FLOOD

یہ نوجوان ان دنوں انگریزی نہیں جانتے تھے جب رؤیا میں دیکھا۔ ان کو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی کشتی نوح اور اس کے مضمون سے واقف ہی نہیں تھے جب یہ رؤیا انہوں نے بیان کی تو ساتھ ہی باقاعدہ احمدیت میں شمولیت کا بھی اعلان کر دیا۔

اسی طرح ایک دوست اسما خوڈ سے موسیٰ کروموبیان کرتے ہیں کہ میں جوانی کے ایام میں (مہدی کا غالباً ذکر ہے) کا راشی تھا۔ ایک دن بوقت دوپہر قیلولہ کی حالت میں دیکھا کہ ایک وجیہہ فرشتہ شکل میرے پاس آئے اور کہا کہ میں مہدی ہوں جس کی مسلمانوں کو انتظار ہے۔ اس پر میں نے کہا کہ کیا آپ صحیح کہہ رہے ہیں۔ انہوں نے کہا۔ ہاں۔ اس پر میں نے کہا کہ علماء سے سنا ہوا ہے کہ مہدی کے وقت مسلمانوں اور کفار کے درمیان جنگ ہوگی۔ سو آج میں آپ کے سپاہیوں میں شامل ہوتا ہوں اور اگر میرا باپ بھی اس راہ میں حائل ہو تو پرواہ نہیں کروں گا۔ انہوں نے پوچھا۔ کیا تم نے صدق دل سے اقرار کیا ہے۔ میں نے کہا ہاں۔ اور میری آنکھ کھل گئی۔ ایک لمبا عرصہ اس پر گذر گیا۔ بعد میں میرا بلاوا منتقل ہو گیا کہ اچانک ایک دن الحاج نذیر احمد صاحب علی اور مولوی صدیق امرتسری تشریف لائے اور مہدی کی بشارت دی۔ میں موجود نہیں تھا باہر (دور) گیا ہوا تھا۔ میری بیوی نے کسی کو پیچھے بھیجا تاکہ آگاہی ہو سکے۔ میں نے مہدی کی خبر سنتے ہی بلانا جانے کی بجائے دعا کرنی شروع کر دی۔ چند دن بعد دیکھا کہ ایک شخص جس کے لمبے لمبے ہاتھ ہیں اور براؤن رنگ کا چوغہ پہنے ہوئے ہیں نے میرے ہاتھ اپنے ہاتھ میں لئے اور کہا کہ میں مہدی ہوں۔ تم اپنی پہلی خواب کو یاد کرو جب تم نے صدق دل سے عہد کیا تھا۔ سو اس وعدہ کو مت بھولو۔ بعدہٗ اس شخص کے ہاتھ لمبے ہوتے چلے گئے اور میں اُن سے دور ہوتا گیا لیکن ان کے ہاتھ سے میرا ہاتھ نہ چھوٹا بعدہٗ آنکھ کھل گئی اور میں احمدی ہو گیا۔

ہاتھ لمبے ہونے کا مفہوم یہ ہے کہ احمدیت دور دور تک پھیلتی چلی جائیگی

اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا ہاتھ زمین کے کناروں تک پہنچے گا۔ اسی طرح مبلغین کے ساتھ پیش آنے والے دلچسپ واقعات میں سے ایک واقعہ انڈونیشیا کا میں آپ کے سامنے رکھتا ہوں۔ مولوی محمد صادق صاحب مرحوم لکھتے ہیں کہ اسی شہر پاڈانگ میں (یعنی اس وقت وہ وہاں متعین تھے) ایک زمانہ میں حضرت مولانا رحمت علی صاحب ایک مخلص احمدی مسمّی داؤد صاحب کے مکان کے ایک حصہ میں رہتے تھے جو محلہ پاسر مسیکن میں واقع تھا۔ اس علاقہ کے اکثر مکانات لکڑی کے اور بالکل ساتھ ساتھ بنے ہوئے تھے۔ اتفاقاً ایک مرتبہ اس محلہ میں آگ لگ گئی جو ارد گرد کے تمام مکانات کو راکھ کرتی ہوئی مولانا صاحب کی رہائش گاہ کے قریب پہنچ گئی حتیٰ کہ اس کے شعلے مولانا صاحب کے مکان کے چھجے کو چھونے لگے۔ چنانچہ یہ صورت حال دیکھکر تمام احمدی و غیر احمدی محلہ دار حضرت مولانا رحمت علی صاحب کو باصرار کہنے لگے کہ وہ فوری طور پر مع سامان اس عمارت سے باہر نکل آئیں مگر مولانا صاحب نے ان کی ایک نہ مانی اور دعا میں لگے رہے اور بڑے اطمینان سے انہیں تسلی دیتے رہے کہ یہ آگ انشاء اللہ ہمارا کچھ نہ بگاڑ سکے گی۔ یہ مکان سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ایک مرید کا ہے جس کا ایک حصہ اس وقت حضور کے ایک غلام اور ادنیٰ مجاہد کی رہائش گاہ ہے اور حضرت اقدس کو اللہ تعالیٰ نے الہاماً فرمایا ہے کہ "آگ ہماری غلام بلکہ غلاموں کی غلام ہے۔" پس یہ آگ اس عمارت کو بھسم کرنے میں ناکام رہے گی اور جہاں تک پہنچی ہے وہیں رُک جائے گی۔ کیونکہ آگ خدا کے حکم سے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے سچے مریدوں کی غلام بنائی گئی ہے۔

یہاں "سچے مریدوں" کے لفظ کو خاص طور پر پیش نظر رکھنا چاہیئے

صاحب ایمان بھی ہو۔ صاحب وفا بھی ہو اور اپنے اعمال کے لحاظ سے اس لائق ہو کہ سچے مریدوں میں اس کا شمار ہو جیسا کہ حضرت مولانا رحمت علی صاحب تھے۔ یہ گواہی دیتے ہیں مولانا محمد صادق صاحب کہ "مولانا صاحب ابھی یہ بات کہہ ہی رہے تھے کہ اچانک بادل امڈ آئے اور موسلا دھار بارش شروع ہو گئی جس نے آناً فاناً اس آگ کو بالکل ٹھنڈا کر کے رکھ دیا اور اسے اللہ تعالیٰ کی طرف سے یہ اجازت نہ ہوئی کہ وہ دیگر عمارتوں کی طرح اس عمارت کو بھی اپنی لپیٹ میں لے سکے۔

اس کے برعکس ایک دلچسپ واقعہ بھی اُن کا بیان کیا گیا ہے۔ مولانا محمد صادق صاحب ہی لکھتے ہیں کہ انڈونیشیا میں احمدیہ مشن کے قیام کے ابتدائی زمانہ میں ایک مرتبہ پاڈانگ شہر میں مولانا احمد علی صاحب مرحوم رئیس التبلیغ انڈونیشیا ایک احمدی درزی مکرم محمد یوسف صاحب کی دکان پر بیٹھے تھے کہ اتفاقاً ہالینڈ کے ایک عیسائی بشپ پادری اپنے ساتھیوں سمیت تبلیغ کرتے ہوئے وہاں آنکلے اور مولانا صاحب سے ان کا اسلام اور عیسائیت پر تبادلہ خیالات شروع ہو گیا جسے سننے کے لئے لوگ بکثرت وہاں جمع ہو گئے۔ اسی اثناء میں اچانک موسلا دھار بارش برسنے لگی۔ اس علاقہ میں جب بارش شروع ہو جائے تو کئی کئی گھنٹے مسلسل ہوتی چلی جاتی ہے چنانچہ پادری صاحب کو ایک موقعہ ہاتھ آ گیا۔ دلائل سے عاجز آ گئے تھے۔ انہوں نے کہا کہ ان کو جھوٹا کرنے کے لئے ان سے ایسا نشان مانگا جائے جو کسی انسان کے بس میں نہیں۔ چنانچہ اس نے کہا کہ اگر آپ سچے ہیں اور آپ کا مسیح سچا ہے تو ہمیں یہ کرشمہ دکھائیے کہ اس موسلا دھار بارش کو یکدم بند کر دیں۔ چنانچہ اس کا یہ مطالبہ کرنا ہی تھا کہ مولوی صاحب نے بلاحیل و حجت اپنے زندہ اور کامل خدا پر بھروسہ کرتے ہوئے بڑی پُر اعتماد آواز میں بارش کو مخاطب کرتے ہوئے کہا۔ "اے بارش تو اس وقت خدا کے حکم سے تھم جا اور اسلام کے زندہ اور سچے خدا کا ثبوت دے۔ اسلام کے خدا پر قربان جائیے کہ اس بات کے چند منٹ کے اندر اندر وہ بارش تھم گئی اور وہ پادری اور اس کے سارے ساتھی ششدر رہ گئے۔

یہ زندہ کرنے والی تجلیات بھی احمدیت میں دکھائی گئیں اور جو زندگی کے مستحق نہیں رہے تھے ان پر قہری تجلیاں بھی اللہ تعالیٰ کی احمدیت کے حق میں تائید کے نشان کے طور پر دکھائی گئیں چنانچہ منشی عبد اللہ صاحب روایت کرتے ہیں کہ حضور نے اُن لوگوں کے نام طلب فرمائے جنہوں نے سیالکوٹ کے احمدیوں کو تکالیف دی تھیں۔ جب نام تحریر کئے گئے تو اس کے چند دن بعد سیالکوٹ میں ایک غلیظ طاعون پھوٹ پڑی تو خدا تعالیٰ قادر و قہار نے چن چن کر اُن تمام لوگوں کو تباہ کر دیا۔ ان میں سے کوئی بھی نہیں بچا۔ یہ جو بات ہے یہ ایک تاریخی واقعہ نہیں ہے۔

یہ ایک زندہ حقیقت ہے

چنانچہ ۱۹۵۳ء میں بھی ہم نے اس کا مشاہدہ کیا۔ اور اب میں نے پاکستان کی جماعت کو تاکید کی تھی کہ جن لوگوں نے غیر معمولی مخالفت کی ہے اور شرارت میں بڑھ بڑھ کر حصہ لیا ہے۔ ان کا مکمل ریکارڈ رکھیں اور دیکھیں کہ خدا تعالیٰ کی تقدیر ان کا کیسے پیچھا کرتی ہے۔ اور کب ان کو پکڑتی ہے۔ دو باتیں یقینی ہیں۔ یا تو ان میں جو خوش نصیب ہیں جن کے دلوں میں کوئی نیکی کا مادہ ہے وہ بچائے جائیں گے۔ اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے احمدیت پر اُن کا انجام ہوگا۔ ورنہ آپ دیکھیں گے کہ انشاء اللہ تعالیٰ خدا کی تقدیر ان کا تعاقب کرے گی اور وہ عبرت کے نشان بنائے جائیں گے۔

اس قسم کے بعض واقعات مجھ تک پہنچ چکے ہیں۔ اور بہت سے اور اکٹھے ہو رہے ہیں اور نظارت اصلاح وارشاد کی طرف سے ایک بڑا پلندہ مجھے بھجوایا گیا تھا۔ ان سے میں نے کہا ہے کہ مقامی طور پر غیر احمدی معززین کی گواہیاں بھی لے کے بھیجیں اور اگر اخبارات میں وہ واقعات شائع ہوئے ہیں تو اُن کی اخبارات میں تاریخیں کس تاریخ کو وہ چھپا تھا اور اُن کے تراشے بھی بھجوائیں۔ کیونکہ یہ ایک بہت ہی قیمتی ریکارڈ ہے یہ چونکہ بہت بڑا مضمون ہے اور اس دور میں بہت وسیع ہے۔ گیارہ سال کے عرصے میں بہت بہت شرارتیں ہوئیں۔ بڑے بڑے دُکھ احمدیوں کو دیئے گئے ہیں۔ اور خدا کی طرف سے بھی پکڑ کے عجیب واقعات ظاہر ہوتے ہیں اس لئے اِن کے متعلق انشاء اللہ بعد میں کتابی صورت میں مواد جماعت کے سامنے پیش کر دیا جائے گا۔ چند واقعات صرف نمونے کے طور پر میں نے آج کے لئے اختیار کئے ہیں جن کا تعلق ننکانہ صاحب کے بہیمانہ واقعہ اور چک سکندر کے بہیمانہ واقعہ سے ہے اور ابھی یہ سلسلہ شروع ہوا ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ کی تقدیر ہے ہم ایمان رکھتے ہیں کہ وہ اس کو جاری رکھے گی۔

ایک دو واقعات اس سے پہلے میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے صحابہ کے اور اُن کی قبولیت دعا کے بیان کردوں۔ اور ان میں سے میں نے گجرات کے واقعات خصوصیت سے چنے ہیں۔ اس حکمت کے پیش نظر کہ جماعت احمدیہ گجرات کو بتاؤں کہ وہ کونسی باتیں تھیں جس کے نتیجے میں وہاں کثرت سے جماعتیں پھیلی تھیں۔ کیسے وہ خدا کے پاک اور وفادار بندے تھے جن کے نتیجے میں اللہ تعالیٰ کے فضل کے ساتھ حیرت انگیز نشانات اس علاقے میں ظاہر کئے گئے۔ استدلال اور منطق اور دلائل نے گجرات میں احمدیت نہیں پھیلائی۔ ان الٰہی نشانات نے پھیلائی ہے اور اب جو ابتلاء آیا ہے یہ آپ کو جھنجھوڑنے کے لئے آیا ہے۔ آپ کو بتانے کے لئے آیا ہے کہ کون سی قدریں ہیں جن میں آپ کمزور پڑ چکے ہیں۔ ان قدروں کو دوبارہ زندہ کریں تو خدا آپ کی زندگی کی ضمانت دے گا۔ اور آج بھی اسی طرح آپ کی تائید میں نشان دکھائے گا جس طرح وہ ہمیشہ اس سے پہلے دکھاتا چلا آیا ہے۔

مولوی غلام رسول صاحب راجیکی جو گجرات کے رہنے والے تھے اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے طفیل بہت ہی عظیم روحانی مراتب تک پہنچے وہ لکھتے ہیں کہ میری برادری میں سے ایک چچا زاد بھائی غلام احمد تھے۔ ان کا گھر بہت ہی شدید مخالف تھا۔ ان کو ایک ذاتی کام کے سلسلہ میں میری ضرورت پڑی تو مجھے بلایا۔ میں اُن کے گھر گیا اور رات کو میری آنکھ کھلی تو میں نے دیکھا کہ ان کی والدہ اور ان کی خالہ احمدیت کے خلاف اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے خلاف نہایت ہی گندی زبان استعمال کر رہی ہیں اور تبصرے ہو رہے ہیں۔ کہ یہ کس شخص کو اٹھا لایا ہے۔ ان کے الفاظ تھے۔ یہ مرزائی رسولا پتہ نہیں کہاں سے پکڑ لائے ہیں اور یہ وہ تو غلام احمد صاحب سوئے ہوئے تھے۔ ان کی اسی وقت آنکھ کھلی اور انہوں نے بڑی کڑکتی ہوئی آواز میں اپنی ماں اور خالہ کو مخاطب کر کے دوسرے کمرے سے کہا کہ تم نے کیا بکواس لگائی ہوئی ہے۔

ابھی ابھی خدا نے مجھے بتایا ہے کہ اس شخص پر، غلام رسول پر ایسا نور نازل ہو رہا ہے کہ اس نے چاروں طرف سے اس کو گھیر لیا ہے۔

اور ڈھانپ لیا ہے۔ تو اس کے متعلق تم ایسی باتیں کر رہی ہو۔ چنانچہ اسی کی وجہ سے پھر ان کی کیفیت بدل گئی۔

اس سلسلے میں وہ آگے جا کر لکھتے ہیں کہ موضع راجیکی میں میں تبلیغ کر رہا تھا۔ یہ بہت تبلیغ کا شوق رکھنے والے۔ گاؤں گاؤں نکل جاتے تھے۔ درد رکھتے تھے اور شدید سے شدید مخالف، علاقوں میں بھی جا کر احمدیت کا پیغام پہنچاتے تھے۔ کہتے ہیں کہ وہاں سے پھر میں گیا، موضع راجیکی میں میں نے تبلیغ شروع کی۔ وہاں مجھے بہت ہی ذلیل و رسوا کرنے کی کوشش کی گئی اور جب میری کوئی پیش نہیں گئی اور بظاہر مجھے ناکام کر دیا گیا تب طاعون کی وباء وہاں پڑی اور جب طاعون کی وباء پڑی تو گاؤں والوں نے فیصلہ کیا کہ اگر کوئی احمدی طاعون سے بیمار ہو تو نہ کوئی ڈاکٹر اُن کے گھر جائے۔ نہ کوئی ان کا جنازہ اٹھائے

یہ کہتے ہیں چونکہ ہمارا اپنا ہی ایک گھر تھا، ہم یہ نظارہ حیرت سے دیکھتے رہے اور خدا کی عظمت کے سامنے سر بسجود رہے کہ ہمارے گرد و پیش کثرت سے لوگ طاعون سے مرنے شروع ہوئے۔ اور ہمارے گھر میں کسی شخص پر معمولی تپ کا بھی حملہ نہیں ہوا۔ یہ کہتے جو لوگوں کے گھروں میں جاتے تھے اور ان کی عیادت کرتے تھے اور خدا نے ان کو محتاج نہیں کیا کہ کوئی اور شخص ان کے گھر میں آئے اور ان کی عیادت کرے۔

ایک اور واقعہ بیان کرتے ہوئے یہ فرماتے ہیں کہ موضع گدھو جو ہمارے گاؤں کے قریب ڈیڑھ کوس کے فاصلے پر ہے۔ میں وہاں تبلیغ کے لئے گیا تو گاؤں کا نمبردار اللہ بخش نامی بہت ہی مخالف تھا۔ اس نے مجھے مسجد سے نکلتے دیکھ لیا۔ مسجد میں میں نے اپنے پنجابی کے شعر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تائید میں بڑی خوشخطی کے ساتھ لکھے تھے۔ اس کو اس پر طیش آیا اور اس نے فیصلہ کیا کہ مجھے واپس بلوا کر پہلے میرے ہاتھوں سے وہ شعر مٹوائے اور پھر مجھے قتل کر دیا جائے۔ چنانچہ اس نے دو مضبوط آدمی میرے پیچھے بھگا دیئے۔ کہتے ہیں کہ مجھے تو علم نہیں تھا لیکن میں چونکہ بہت تیز چلنے والا تھا، اس لئے اُن کے پہنچنے سے پہلے میں گاؤں پہنچ چکا تھا۔ بعد میں مجھے اطلاع ملی کہ یہ واقعہ گزرا ہے کہتے ہیں اس حالت میں میں نے بڑے درد سے خدا سے دعا کی کہ

اے خدا! کیا یہ لوگ مجھے تیرے پیارے مسیح کی تبلیغ سے روک دیں گے۔

جیسا کہ آج کل خاص طور پر گجرات میں روکا جا رہا ہے۔ یہ دعا میں نے اتنے اضطراب اور قلق سے مانگی کہ جب میں مانگ ہی رہا تھا تو جائے نماز پر مجھے غنودگی محسوس ہوئی اور میں سو گیا۔ سونے کے ساتھ ہی میرا غریب نواز خدا مجھ سے ہم کلام ہوا اور نہایت رأفت اور رحمت سے فرمانے لگا وہ کون ہے جو تجھے تبلیغ سے روکنے والا ہے۔ اللہ بخش نمبردار کو میں آج سے گیارھویں دن قبر میں ڈال دوں گا۔ اب یہ دیکھیں۔ ایمان کی عظمت بھی دیکھیں اور یقین کی عظمت دیکھیں کہ اسی گاؤں میں جہاں اللہ بخش نے انکو قتل کروانے کا فیصلہ کیا تھا۔ یہ اسی وقت پہنچے۔ ناشتہ کرتے ہی کہتے ہیں میں روانہ ہو گیا اور وہاں جا کے میں نے پوچھا کہ تمہارے نمبردار کا کیا پتہ ہے۔ انہوں نے کہا۔ نمبردار فلاں جگہ ہے۔ فلاں جگہ رہتا ہے۔ انہوں نے کہا: میں اس کو ایک الٰہی پیغام دینے آیا ہوں۔ اور وہ یہ ہے کہ

اللہ بخش، آج سے گیارھویں دن قبر میں ڈالا جائے گا اور کوئی نہیں جو اس الٰہی تقدیر کو ٹلا سکے۔

میرا یہ پیغام سنتے ہی اہل محفل پر ایک سناٹا چھا گیا۔ اب وہ تقدیر مبرم اس طرح ظہور پذیر ہوئی کہ چوہدری اللہ بخش ذات الجنب اور خونی اسہالوں سے لالہ چک میں بیمار ہو گیا۔ مرض چند دنوں میں اتنا بڑھا کہ رشتے دار اسے لالہ چک سے اٹھا کر گجرات کے ہسپتال میں لے گئے ... اور وہاں ٹھیک گیارھویں دن وہ دنیائے فانی سے کوچ کر گیا اور اپنے وطن کا قبرستان بھی اس کو نصیب نہ ہوا۔ ...... اپنے وطن کا نام انہوں نے لکھا ہے۔ گدھو۔ یا گدھو۔ جو بھی تھا۔ لالہ چک میں اپنے وطن سے باہر بیمار ہوا۔ اور وہیں سے اس کو ہسپتال میں منتقل کیا گیا اور بعینہٖ گیارھویں دن وہاں وہ مر گیا۔

مولوی نذیر احمد صاحب علی جو سلسلے کے ایک بڑے ہی درویش منش اور صاحب لقاء مبلغ تھے۔ بڑی عظیم الشان انہوں نے قربانیاں کیں۔ انہوں نے بھی اپنے بہت ہی حیرت انگیز ایمان افروز واقعات لکھے ہیں، اور اس طرح جماعت کے مبلغین کی جھولیاں اس قسم کی آسمانی گواہیوں سے بھری پڑی ہیں لیکن مبلغین ہی کی نہیں، ارد گرد ماحول میں، ہر جگہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے لقاء کے یہ نظارے بکھرے پڑے ہیں۔ کیونکہ وقت زیادہ ہو رہا ہے۔ اس لئے میں اب اس کو مختصر کرتا ہوں۔

(باقی مسلسل اگلے صفحہ پر)

حال ہی کا ایک تازہ واقعہ غانا کا ہے آپ کو سنا دوں۔ وہاں ایک دوست ہیں بشیر ڈنکور۔ ان کی اہلیہ محترمہ کو ۶ سال سے حمل ساقط ہونے کا مرض تھا۔ انہوں نے مجھے دعا کے لئے لکھا اور میں نے اُن کو ایک خط جواباً لکھا۔ بعد میں وہ خود مبلغ انچارج کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور اُنہوں نے ان کو یہ واقعہ سنایا کہ اُنہوں نے جب مجھے دُعا کے لئے لکھا تو میری طرف سے ان کو یہ جواب موصول ہوا کہ

اللہ تعالیٰ کے فضل سے آپ کے ہاں لڑکی پیدا ہوگی

اور ساتھ ہی اس بچی کا نام "امۃ الحیّ" اس خط میں تجویز کیا گیا۔ چنانچہ انہوں نے جاکر مبلغ کے سامنے گواہی دی کہ بعینہٖ اسی طرح اللہ تعالیٰ کے فضل سے مجھے بچی عطا ہوئی جو خدا کے فضل سے زندہ ہے اور میں نے اس کا نام ہدایت کے مطابق "امۃ الحیّ" رکھ دیا ہے۔

اب میں آپ کو چند واقعات جیسا کہ میں نے بیان کیا تھا، چک سکندر اور ننکانہ صاحب سے تعلق رکھنے والے اور ایک واقعہ نواب شاہ سے تعلق رکھنے والا بھی بیان کرتا ہوں۔

یہ ایک مصدقہ اطلاع ہے کہ محمد وارث جو چک سکندر میں جماعت کے اشد ترین مخالفین میں تھا اور محمد امیر کے غیر معمولی طور پر قریبی اور مدد کرنے والوں میں سے تھا۔

۱۶ر دسمبر ۱۹۸۹ء کو بجلی کے ایک حادثے میں ہلاک ہو گیا۔

یہ وہی شخص ہے جس نے جماعت کے گھروں کو لوٹا اور جلایا تھا۔ یہ واقعہ اس طرح ہوا کہ مذکور ایک میٹر تار رہا تھا کہ بجلی کا کرنٹ لگنے سے ہلاک ہو گیا۔ یہ ایک اتفاقی واقعہ ہو تو آپ کہہ سکتے ہیں کہ حادثات ہوتے ہی رہتے ہیں۔ لیکن اب سنیئے اور صرف یہی نہیں بلکہ اور بھی بہت سے واقعات ہیں جن میں سے میں نے چند چُنے ہیں۔ اور ابھی اللہ کی یہ تقدیر جاری ہے۔

ناظر صاحب اُمورِ عامہ اسی قسم کے ایک اور واقعہ کی اطلاع دیتے ہوئے لکھتے ہیں۔ ایک ہفتہ قبل ضیاء اللہ ولد رحمت اللہ سکنہ چک سکندر جو جماعت کا شدید مخالف اور مولوی محمد امیر کا دستِ راست ہے۔ اس نے چک سکندر کی ایک لڑکی کو رقعہ لکھا جس کا اس کے وارثان کو علم ہو گیا۔ اس پر انہوں نے ضیاء اللہ کو سر بازار اتنا مارا اور جوتے مارا اتنی بے عزتی اور ایسا ذلیل و رسوا کیا کہ اس کے منہ پر گوبر ڈالا اور اس کے ناک سے زمین پر لکیریں نکلوائیں اور گاؤں میں اس کا کوئی مدد گار اس کی مدد کے لئے نہیں آسکا۔

چک سکندر کے واقعات میں سے ایک لڑکی سے تعلق رکھنے والا واقعہ یہ ہے کہ ایک لڑکی آگیں لگانے میں پیش پیش تھی اور لوٹ مار کر کے اس نے اپنا گھر بھر لیا تھا۔ ایک رات اس کو سانپ ڈسا ہے اور ایسا زہریلا سانپ تھا کہ منہ سے پانی تک کا لفظ نہ نکال سکی اور وہیں ڈھیر ہو گئی۔

چار عورتیں جو احمدیوں کی بھینسیں اور جانور مروانے میں پیش پیش تھیں۔ اب یہ کون کہہ سکتا ہے کہ اتفاق ہے۔ ان میں سے تین کی ایک ایک اور ایک کی دو بھینسیں مر گئیں۔ اور یہ واقعہ انہیں کے ساتھ گزرا ہے۔ باقی گاؤں میں یہ واقعات نہیں ہوئے۔ سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ جو بھی موت کا قانون جانوروں پر نازل ہونے کے لئے مقدر ہوا ہے۔ اس نے چُن کر اُن عورتوں کی بھینسوں پر کیوں حملہ کیا جو احمدیوں کی بھینسیں مروانے میں پیش پیش تھیں۔ اسی

طرح ایک اور واقعہ لکھتے ہوئے ایک دوست لکھتے ہیں کہ عورتیں مردوں سے کسی طرح بھی ظلم میں پیچھے نہیں رہتی تھیں۔ ایسا ہی ایک گھر جس نے احمدیت کی مخالفت میں اور گھر وغیرہ جلانے میں بہت ہی نمایاں حصہ لیا تھا۔ اس گھر کی ایک بچی ہنستی کھیلتی ہوئی باورچی خانے کے شیلف کے نیچے سے کوئی چیز لینے کے لئے جھکی۔ شیلف ٹوٹ کر اس پر گرا اور بچی کا وہیں کچومر نکل گیا۔ اس کی ماں یہ بین کرتی پھرتی تھی کہ اے بیٹی! تجھے تو میرا ہی کوئی گناہ لگ گیا ہے۔ لیکن افسوس کہ اس کو یہ سمجھ نہیں آسکی کہ وہ کون سا گناہ تھا جس نے اس کی بیٹی کو ہلاک کیا ہے۔

ننکانہ صاحب میں جو مظالم ہوئے ہیں

آپ اُن سے واقف ہیں۔ وہاں ایک شخص جو اِن سب کا سرغنہ تھا اس کے اوپر یہ بپتا پڑی کہ اس نے ایک غیر احمدی لڑکے کو قتل کر دیا اور اسے جیل ہوئی۔ اس کا ایک ساتھی جو مخالفت میں پیش پیش تھا اس کا موٹر سائیکل کا ایکسیڈنٹ ہوا اور اپنی بھابھی اور بھتیجی سمیت مر گیا اور اس طرح یہ دونوں جو شرارت میں سرغنہ لوگ تھے ان کا یہ بد انجام ہوا۔

ناصر محمود صاحب ننکانہ صاحب کے واقعات کے متعلق لکھتے ہیں کہ میں ایک دفعہ وہاں سے گذر رہا تھا تو بازار میں مجھ پر گوبر پھینکا گیا اور لعنت لعنت کے نعرے لگائے گئے۔ دو آدمی جو مخالفت میں پیش پیش تھے۔ ان میں سے ایک بہت بُری طرح بیمار رہنے کے بعد پہلے ہی مر گیا تھا یعنی اس واقعہ سے پہلے اور دوسرا کئی سالوں سے اب بستر مرگ پر ہے۔ نہ وہ بول سکتا ہے نہ چل سکتا ہے اور اس طرح خدا کی لعنت کی بجلی ان دونوں پر گر رہی ہے۔

آگے بہت سے متفرق واقعات ہیں۔ میں اُن کو چھوڑتا ہوں کیونکہ بعض اہم واقعات آپ کے سامنے پیش کرنے والے ہیں۔

نواب شاہ کے متعلق میں آپ کو مطلع کرنا چاہتا ہوں

کہ اس علاقے میں احمدی ڈاکٹروں کو چن چن کے مارا گیا ہے۔ اس لئے وہاں کوئی وبال بھی ایسا ہونا چاہیئے تھا جو اس ظلم سے تعلق رکھنے والا ہو تاکہ جو صاحب بصیرت ہوں اُن کو کچھ محسوس تو ہو کہ یہ سزا کس وجہ سے دی جا رہی ہے۔ چنانچہ نواب شاہ کے متعلق اسی علاقے میں جہاں احمدی ڈاکٹروں کو یکے بعد دیگرے چُن چُن کے مارا گیا ہے۔ اس کے متعلق اخبارات میں ایک خبر شائع ہوئی ہے۔

پر اسرار بیماری اور موت کا بلاوا
پچاس افراد جان بحق ہو گئے۔

روزنامہ جنگ لندن ۱۳ر مارچ ۱۹۹۰ء کی اشاعت میں لکھتا ہے کہ ایک ایسی پُراسرار نئی بیماری یہاں پھیل گئی ہے جس کو لوگ موت کا بلاوا سمجھتے ہیں۔ اور اس بیماری کے نتیجے میں لوگ اتنا خوفزدہ ہو گئے ہیں کہ دفنانے کے لئے جنازے میں ساتھ جانے کے لئے آدمی نہیں ملتے اور ڈاکٹر بھی خوف سے وہاں جاتے نہیں۔

اب احمدی ڈاکٹروں کو یہ دھوکے سے بُلاتے تھے اور قتل کر دیا کرتے تھے۔ اب دیکھیں خدا نے ایسی بیماری وہاں نازل کی کہ ڈاکٹروں نے وہاں جانا بند کر دیا۔ حکومت نے زبردستی جو ڈاکٹر بھجوائے۔ وہاں ڈاکٹروں کے فقدان کی یہ کیفیت تھی کہ ایک دوسرے پر گاؤں والوں نے گولی چلا دی کہ پہلے ہمارے پاس ڈاکٹر آئے، دوسرے کہتے تھے پہلے ہمارے پاس ڈاکٹر آئے اور وہ ڈاکٹر جلدی جلدی دوائیاں دے کر اپنی جان کا خطرہ محسوس کرتے ہوئے وہاں سے بھاگ گئے اور یہ بہانہ لگایا کہ ہمارے پاس دوائی ختم ہو گئی ہے۔

تو اگر کوئی صاحب بصیرت ہو تو وہ ان باتوں میں تعلق کو دیکھ سکتا ہے۔ یہ اتفاقی حادثات نہیں ہیں۔ کیونکہ خدا کی طرف سے انہیں لوگوں پر پکڑ نازل ہو رہی ہے جو احمدیت کی مخالفت اور شرارت میں پیش پیش ہیں اور ابھی سینکڑوں ایسے واقعات ہیں جو اکٹھے ہو رہے ہیں۔ جن کی تصدیق کی جا رہی ہے۔ جب یہ شائع ہوں گے تو ساری دنیا کے سامنے احمدیت کی صداقت روز روشن کی طرح واضح ہو گی اور وہ دیکھیں گے کہ خدا کس کے ساتھ ہے۔ اور کس کا تائید میں اس کی غیرت چمکتی اور بعض دفعہ مخالفین پر بجلی بن کے گرتی ہے۔

اب میں آخر پر آپ کو یہ یاد دلانے کے لئے کہ

ہم مارنے کیلئے پیدا نہیں کئے گئے بلکہ زندہ کرنے کیلئے پیدا کئے گئے ہیں۔

مزاج بدلنے کی خاطر اور اس مزاج کی طرف واپس لانے کے لئے جو در حقیقت احمدیت کا مزاج ہے، چند زندگی سے تعلق رکھنے والے واقعات آپ کے سامنے رکھتا ہوں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا نام مسیح تھا۔ اگرچہ آپ نے ایک موقعہ پر یہ بھی فرمایا کہ ؎

پہلے سمجھے تھے کہ موسیٰ کا عصا ہے فرقاں
پھر جو سوچا تو ہر اک لفظ مسیحا نکلا

اور اس میں یہ پیغام دیا کہ محمد مصطفیٰ ﷺ کے زمانے کا جو مسیح ہے وہ صرف موسوی عصا نہیں رکھتا بلکہ مسیحیت کے دم بھی رکھتا ہے یا دوسرے رنگ میں یوں کہہ دیں گے کہ وہ صرف مسیحی انفاس والا مسیح نہیں ہے بلکہ اس میں کچھ موسوی جلال بھی پایا جاتا ہے لیکن جیسا کہ اس شعر سے واضح ہے کہ موسوی جلال جمال کے تابع ہے۔ اور در حقیقت حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام زندگی کا پیغام لے کر آئے تھے اور جماعت کو بھی ہمیشہ زندگی بخش بننا چاہیئے۔ کثرت کے ساتھ میں نے خود مشاہدہ کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اور حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کی غلامی میں مجھے بھی یہ نشان دیا اور کثرت کے ساتھ دعاؤں کی قبولیت کے نتیجے میں مُردوں کو زندہ ہوتے ہم نے دیکھا ہے۔ یہ واقعات اس کثرت سے پھیلے ہوئے ہیں کہ ایک وقت آئیگا کہ دنیا اکٹھے کرے گی۔ اس وقت میں آپ کے سامنے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زندگی کے واقعات رکھنا چاہتا ہوں۔ (یعنی دو رکھتا ہوں جن کا خاص طور پر اس مضمون سے تعلق ہے)۔

شیخ رحمت اللہ صاحب ساکن موضع طغل والا نزدیک قادیان بیعت ۱۹۰۲ء تحریر کرتے ہیں کہ ایک دفعہ حضور سیر سے واپس آ رہے تھے۔ ہم ساتھ تھے۔ ایک شخص کو حضور کا منتظر پایا۔ وہ بے تحاشا حضور کی طرف دوڑا اور پاؤں پکڑنا چاہے لیکن حضور نے اسے پکڑا اور سیدھا کھڑا کر دیا۔ پوچھا کیا بات ہے؟ اس نے کہا میری زندگی موت سے بدتر ہے۔ آپ دعا کریں کہ مجھے اس زندگی سے نجات مل جائے۔ حضور نے مسکراتے ہوئے فرمایا کہ

خدا نے تو مجھے زندہ کرنے کیلئے بھیجا ہے۔ مارنے کیلئے نہیں۔

میں آپ کی صحت کے لئے دعا کروں گا۔ وہ شخص مرگی کے مرض میں مبتلا تھا۔ اس کے بعد وہ بیس دن قادیان میں ٹھہرا لیکن اس پر مرض کا حملہ نہیں ہوا۔ پھر وہ بیعت کر کے گیا۔ بعد ازاں دو سال تک کبھی نہ کبھی اس سے ملنے کا اتفاق ہوتا رہا۔ اور وہ یہی بتاتا تھا کہ اس دن کے بعد پھر اس پر کبھی مرض کا حملہ نہیں ہوا۔

حکیم مفتی فضل الرحمٰن صاحب مہاجر ——— (قادیان کے لوگ

تو ان کو خوب اچھی طرح جانتے تھے) وہ روایت کرتے ہیں کہ میری بیوی کو بچہ تولد ہونے کے ساتویں دن مغرب کے قریب اسی بخار کے آثار ظاہر ہوئے جو عام طور پر انفیکشن کے نتیجے میں ہوتا ہے۔ (یہ الفاظ ان کے نہیں ہیں۔ وہ یہ کہتے ہیں کہ) ان دنوں میں زباد تھی۔ اس لئے میں مغرب کے بعد حضرت صاحب کی خدمت میں دوڑا گیا اور ان سے عرض کی۔ آپ نے فرمایا۔ یہ تو بڑی خطرناک مرض کا پیش خیمہ ہے۔ تم فوراً اس کو دس رتی ہینگ دے دو۔ اور گھنٹہ ڈیڑھ گھنٹہ کے بعد مجھے اطلاع دو۔ میں عشاء کے بعد حاضر ہوا اور عرض کیا کہ مرض میں تو ترقی ہو گئی ہے۔ فرمایا: دس رتی کونین دے دو اور ایک گھنٹہ کے بعد پھر مجھے اطلاع کرو۔ اور یہ نہ سمجھنا کہ میں سو گیا ہوں بے تکلف مردانہ سیڑھیوں سے آواز دو۔ ایک گھنٹہ بعد میں پھر گیا اور عرض کیا کہ کوئی افاقہ نہیں ہے۔ فرمایا: دس رتی مشک دے دو۔ میں نے عرض کیا کہ اس وقت مشک کہاں سے لاؤں۔ حضور ایک مٹھی بھر مشک لے کر آئے اور فرمایا: یہ دس رتی ہو گی۔ میں نے عرض کی۔ حضور! یہ تو بہت زیادہ ہے۔ فرمایا: لے جاؤ۔ کام آئے گا۔ میں نے وہ لے لی اور دس رتی مریضہ کو دے دی۔ ایک گھنٹہ بعد پھر گیا۔ اور عرض کیا کہ مرض میں بہت اضافہ ہو گیا ہے۔ فرمایا: دس تولہ کسٹر تیل (CUSTER OIL) دے دو۔ میں نے آ کر دس تولہ کسٹر آئل بھی دے دیا۔ اس کے بعد اس کو بہت سخت قے ہوئی اور قے اس مرض میں آخری مرحلہ ہوتا ہے۔ قے کے بعد اس کا سانس اکھڑ گیا۔ گردن پیچھے کو کھنچ گئی۔ آنکھوں میں اندھیرا آ گیا اور زبان بند ہو گئی۔ میں بھاگ کر سیڑھیوں پر چڑھا۔ اور حضور نے میری آواز سن کر دروازہ کھول دیا اور فرمایا: کیوں خیر ہے؟ میں نے عرض کیا۔ اب تو حالت بہت نازک ہو گئی ہے۔ سانس اکھڑ گیا ہے۔ گردن کھنچ گئی ہے۔ آنکھوں میں روشنی نہیں رہی۔ زبان بند ہو گئی ہے فرمایا: دنیا کے جتنے ہتھیار تھے وہ تو ہم نے چلا لئے۔ اب ایک ہتھیار باقی رہا ہے اور وہ دعا ہے۔ تم جاؤ۔

میں دعا سے اس وقت سر اٹھاؤں گا جب اس کو صحت نصیب ہو جائیگی۔

یہ سن کر میں واپس لوٹ آیا اور اسے کہا کہ اب تجھے کیا فکر ہے۔ اب تو ٹھیکیدار نے خود ٹھیکہ لے لیا ہے۔ اس وقت رات کے دو بج چکے تھے۔ میں گھر آیا اور مریضہ کو اسی حالت میں چھوڑ کر دوسرے کمرے میں جا کر سو گیا۔ صبح کو کسی برتن کی آہٹ سے میری آنکھ کھلی۔ جب میں نے دیکھا تو میری بیوی پائنتی کی طرف کچھ برتن درست کر رہی تھی۔ میں نے پوچھا۔ کیا حال ہے۔ کہا۔ آپ تو سو رہے اور مجھے دو گھنٹہ کے بعد اللہ تعالیٰ نے فضل فرما دیا۔

یہ پیغام ہے آپ کے لئے۔ آپ خدا کی قدرتوں کے نشان ہیں۔

ایک سو سال تک آپ کے بزرگوں نے گواہی دی ہے کہ آپ خدا والے لوگ ہیں

اور یہی وہ گواہیاں ہیں جو دنیا کو زندہ کرنے والی گواہیاں ہیں۔ دشمنوں پر موت بھی نازل ہو گی۔ دشمنوں پر قہری تجلیاں بھی نازل ہوں گی لیکن یاد رکھیں کہ آپ مسیح کے غلام ہیں اور مسیح محمدی کے غلام ہیں۔ آپ موت وارد کرنے کے لئے نہیں بلکہ زندگی بخشنے کے لئے پیدا کئے گئے ہیں۔ دنیا کے وسیلے اختیار کرنا ایک فرض ہے اور دیکھیں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کس طرح سارے وسیلے اختیار کئے۔ آج پاکستان کا حال یہی ہو چکا ہے۔ جتنے دنیا کے وسیلے تھے میں نے اور آپ نے سب کر دیکھے ہیں۔ اور اس ظالم قوم کو مرض سے شفاء نصیب نہیں ہو رہی۔ اب دعائیں کریں اور خدا کو اس مسیح کے اس واقعہ کی یاد دلائیں اور کہیں۔ اے خدا! تو ایک ہی نہیں بلکہ ساری قوم کو زندہ کرنے کی توفیق اور طاقت رکھتا ہے تو اپنے فضل اور معجزے سے ان کو زندگی بخش اور اگر ان

(باقی ملاحظہ فرمائیں صفحہ [illegible] کالم [illegible] پر)

خطبہ جمعۃ المبارک

سب سے عالیشان وہ دربار ہے جو محرمِ راز لوگوں کا دربار ہے جو رات کے وقت لگتا ہے اسے تہجد کا دربار کہا جاتا ہے۔

از حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ ۲۷ شہادت (اپریل) ۱۳۶۹ ہش / ۱۹۹۰ء بمقام اسلام آباد (یوکے)

مکرم منیر احمد جاوید صاحب مبلغ سلسلہ دفتر P.S. لندن کا قلمبند کردہ یہ بصیرت افروز خطبہ جمعہ ادارہ بدر اپنی ذمہ داری پر ہدیۂ قارئین کر رہا ہے۔ (ایڈیٹر)

تشہد و تعوذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور انور نے فرمایا:-

وہ ایک مہینہ رمضان کا جو ابھی گذرا ہے وہ یوں معلوم ہوتا ہے جیسے خدا تعالیٰ ہر سال ایک مہینے کے لئے ایک دربار لگاتا ہے اور بادشاہوں کا بھی یہی طریق ہے کہ وہ کبھی کبھی کچھ دن دربار لگانے کے مخصوص کر لیا کرتے ہیں۔ وہ لوگ جن کی عام طور پر رسائی نہ ہو وہ دربار میں حاضر ہو کر اپنی مناجات پیش کرتے ہیں۔ اپنی حاجات پیش کرتے ہیں اور اس طرح اُن کی اس دربار تک ایسے رسائی ہوتی ہے کہ بالعموم خالی ہاتھ نہیں لوٹتے تو اللہ تعالیٰ کی بھی ایک شان ہے کہ اس نے کئی قسم کے اپنے دربار جاری فرمائے ہوئے ہیں۔ ایک مہینہ کا یہ خصوصی دربار تو اب ختم ہوا لیکن آپ کو یاد رکھنا چاہئیے کہ خدا کے ہاں صرف یہ ایک مہینہ ہی دربار لگانے کا نہیں۔ ایک پانچ وقتہ روزانہ کا دربار بھی تو لگتا ہے۔ وہ لوگ جو یہ احساس کرتے ہیں کہ رمضان اپنی برکتیں لے کر چلا گیا۔ میں اُن کو یاد کراتا ہوں کہ وہ لوگ جو پنج وقتہ دربار میں حاضری دینے والے ہیں ان سے رمضان کبھی برکتیں لے کر نہیں جایا کرتا۔ برکتیں چھوڑ کر جایا کرتا ہے اور ہر دربار میں ان برکتوں کا اعادہ ہوا کرتا ہے۔

پھر اسی طرح ہفت روزہ دربار بھی تو لگتا ہے اور سب سے عالیشان وہ دربار ہے جو محرم راز لوگوں کا دربار ہے جو رات کے وقت لگتا ہے۔

اسے تہجد کا دربار کہا جاتا ہے

جس میں وہ لوگ جو دُنیا کی نظر سے الگ ہو کر چھپ کر خدا سے ملنا چاہتے ہیں وہ اُٹھ کر خدا کے حضور حاضری دیتے ہیں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے ہمیں مطلع فرمایا ہے کہ اس وقت کثرت سے فرشتوں کا نزول ہوتا ہے اور خدا تعالیٰ سے بندوں کا تعلق قائم کرنے کے لئے ایک خاص نظام جاری رہتا ہے۔ وہی نظام ہے لیلۃ القدر کی صورت میں ایک غیر معمولی شان کے ساتھ رمضان کے مہینے میں بھی دوبارہ لگتا ہے۔ لیکن وہ عام نظام دربار خاص کا جو خاص بندوں کے لئے علیحدہ ملاقاتوں کے لئے لگایا جاتا ہے اس کی ایک اپنی شان ہے۔ میرا تجربہ ہے کثرت سے ملاقاتوں کا موقعہ ملتا ہے۔ بیسیوں ملکوں میں میں پھرا ہوں۔ بیسیوں بڑے بڑے ملکوں کی سینکڑوں جماعتوں سے ملاقاتیں ہوئیں لیکن کچھ لوگ پھر بھی تشنگی کا اظہار کرتے ہیں کہ علیحدہ ملاقات کا وقت دیں اور بعض دفعہ اتنا اصرار کرتے ہیں کہ وقت نہ ہوتے ہوئے بھی وقت نکالنا پڑتا ہے۔ اللہ کی عجیب شان ہے روزانہ علیحدہ ملاقات کا وقت دیتا ہے اور آدھی رات کے بعد سے یہ دربار لگ جاتا ہے کہ جس کو جو توفیق ہے وہ حاضر ہو جائے تو میں آپ کو یہ نصیحت کرتا ہوں کہ اگر رمضان کے دربار کو زندہ رکھنا ہے۔ اس سے وابستہ جاری رکھنا ہیں تو ان درباروں میں حاضری دینا نہ چھوڑیں پھر دیکھیں کہ انشاء اللہ کوئی رمضان بھی آپ سے برکتیں لے کر نہیں جائے گا بلکہ ابدی برکتیں آپ کی جھولی میں ڈالتا چلا جائے گا۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی توفیق عطا فرمائے۔

خطبہ جمعہ بقیہ صفحہ ۱۲ :- کے لئے زندگی کا مقدر نہیں ہے (خدا کرے کہ زندگی مقدر ہو) تو پھر ان کو ایک ایسی عبرت کا نشان بنا دے کہ ان کی موت سے ساری دُنیا زندہ ہو جائے لیکن بہرحال پہلی دُعا پر زور دیں اور زندگی کی دُعائیں مانگیں کیونکہ ہمیں زندگی بخشنے کے لئے پیدا کیا گیا ہے۔ موت ایک عبرت کا نمونہ لازمہ ہے زندگی کے ساتھ یہ بھی ہوتی رہتی ہے مگر ہماری قدرت کا نشان ہمارا خدا سے محبت اور تعلق کا نشان لوگوں کو زندہ کرنے میں ہے ان کو مارنے میں نہیں ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دو تین شعر پڑھ کر میں اس مضمون کو ختم کرتا ہوں۔ آپ فرماتے ہیں ہے

اے سونے والو جاگو کہ وقت بہار ہے ★ اب دیکھو آکے در پہ ہمارے وہ یار ہے

ہم ساری دُنیا میں یہ اعلان کرنے کا حق رکھتے ہیں خدا کی قسم آج بھی وہ یار ہمارے در پر ہے۔ ہماری چوکھٹ پر کھڑا ہے۔ ہمارے ساتھ اپنی رفاقت اور پیار کے اظہار کرتا چلا جا رہا ہے۔ اور ساری دُنیا میں خدا تعالیٰ کی رحمت اور شفقت اور رأفت کے نشان احمدیوں کے حق میں ظاہر ہو رہے ہیں۔ ان نشانوں کی حفاظت کریں اور اعلان کریں اور برملا اعلان کریں کہ ہے

اے سونے والو جاگو کہ وقت بہار ہے ★ اب دیکھو آکے در پہ ہمارے وہ یار ہے

کیا زندگی کا ذوق اگر وہ نہیں ملا ★ لعنت ہے ایسے جینے پر گر اُس سے ہیں جدا

اس رُخ کو دیکھنا ہی تو ہے اصل مدعا ★ جنت بھی ہے یہی کہ ملے یار آشنا

پس اللہ کرے کہ ہمارے گھر گھر میں خدا تعالیٰ کی لقاء کے نشان نازل ہوں اور اس تمام صدی ہم اُن نشانات کے حقدار بنے رہیں۔ ان نشانات کو حاصل کرنے کے حقدار بنے رہیں۔ اور تمام صدی ان نشانات کی اپنی جان سے بڑھ کر حفاظت کریں اور پھر اگلی صدی کو یہ امانت اس پیغام کے ساتھ سونپ دیں کہ جب تک ہماری پیش گئی ہم نے ان نشانات کی حفاظت کی اور خدا تعالیٰ کی رفاقت کے حق ادا کئے۔ خدا آپ کو بھی توفیق عطا کرے اور قیامت تک آپ یہ جھنڈا سر بلندی کے ساتھ آگے بڑھاتے چلے جائیں۔

خطبہ ثانیہ کے دوران حضور انور نے فرمایا ـــــ آج چونکہ جمعہ کا دن ہے اور ایک بجے جمعہ ہوتا ہے۔ اس لئے [illegible] ہونے تک [illegible] سلام سے مصافحوں سے فارغ ہو کر ہمیں اسٹریٹ [illegible] جمعہ کے بعد پھر رخصت ہوں گے۔ اور انشاء اللہ جمعہ بھی مختصر ہوگا۔ [illegible] گھبرائیں نہیں کیونکہ عید کا خطبہ ہی غیر معمولی طور پر لمبا ہو گیا ہے۔ جمعہ میں صرف السلام علیکم اور ایک دو منٹ [illegible] کہہ کر پھر نماز جمعہ پڑھیں گے اور رخصت ہوں گے ـــــ خطبہ [illegible] حضور انور نے فرمایا "اب دُعا کر لیجئے" اور پھر آپ نے لمبی پُرسوز دُعا کروائی۔ دُعا کے بعد حضور نے فرمایا "عید مبارک ہو۔ ابھی مصافحہ ہو جائے گا کسی انتظام ہو گا؟ چند منٹ کے لئے میں اجازت چاہتا ہوں۔ میں ابھی واپس آؤں گا جب تک آپ تیار ہو جائیں۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ"

درخواست ہائے دُعا

☆ ۔ خاکسار کے لڑکے عزیز طاہر احمد کو اللہ تعالیٰ نے محض اپنے فضل سے مورخہ ۲۰ر اپریل ۱۹۹۰ء کو پہلے فرزند سے نوازا ہے۔ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے نومولود کا نام "اظہر احمد" تجویز فرمایا ہے۔ نومولود مکرم قاضی محمد اسلم صاحب عباسی مغل پورہ لاہور کا نواسہ ہے۔ احباب سے نومولود کی درازی عمر کے لئے اور خادم دین بننے کے لئے درخواست دُعا ہے۔

اسی خوشی میں خاکسار نے اعانت بدر میں مبلغ ۱۰/- روپیہ ادا کر دیئے ہیں۔

خاکسار - قاضی عبد الحمید درویش قادیان

☆ ۔ مکرم ڈاکٹر محمد عبد السمیع صاحب حیدر آباد (آندھرا پردیش) سے اعانت بدر میں مبلغ ۲۵/- روپے بھجواتے ہوئے اپنے والد صاحب مرحوم کی بلندی درجات کے لئے نیز اپنی والدہ صاحبہ - اہلیہ صاحبہ اور بچوں کی صحت و عافیت اور کاروبار میں ترقی و خیر و برکت کے لئے بچوں کی روحانی جسمانی ترقیات کے لئے درخواست دُعا کرتے ہیں۔

☆ ۔ مکرم شاہ ناصر احمد صاحب گیا سے لکھتے ہیں کہ اُن کی والدہ صاحبہ اور بڑی بہن بعارضہ قلب بیمار ہیں۔ بیوی ہائی بلڈ پریشر سے علیل ہیں۔ بچوں نے مختلف کلاسوں میں امتحانات دیئے ہیں۔ خود بھی محکمانہ امتحان دے چکے ہیں۔ بیٹی داماد مدراس کے قریب بستے ہیں۔ جملہ اُمور میں صحت یابی اور کامیابی کے لئے درخواست دُعا ہے۔

☆ ۔ مکرم قریشی حمید اللہ صاحب D.S.P. فیصل آباد سے۔ احمدی ہونے کی وجہ سے ملاں لوگ اخبارات میں روزانہ مخالفانہ پروپیگنڈہ کر رہے ہیں کہ قادیانی کو ہٹایا جائے۔ دشمن کے شر سے محفوظ رہنے اور دینی و دنیوی ترقیات کے لئے درخواست دُعا کرتے ہیں۔ (ادارہ)

منقولات :۔ سابق وزیر اعظم ذوالفقار علی بھٹو مرحوم کی الاویں برسی پاکستان پیپلز پارٹی کے زیر اہتمام جوش و خروش سے منائی گئی۔ اس موقع پر وزیر اعظم بے نظیر بھٹو نے کہا ہے کہ ہم بھٹو کا ادھورا مشن پورا کر کے رہیں گے جنرل ضیاء نے جو زہریلا پودا لگایا تھا وہ قوم کو دہشت گردی - مہنگائی اور بے روزگاری کی صورت میں تباہ کر رہا ہے۔ (روزنامہ الفضل ربوہ ۹ر اپریل ۱۹۹۰ء)

قادیان دار الامان میں مکان یا پلاٹ کی خرید و فروخت کیلئے
خدمات حاصل کریں
احمد پراپرٹی ڈیلرز
پروپرائٹر:۔ نعیم احمد طاہر۔ احمدیہ چوک قادیان 143516
AHMAD PROPERTI DEALERS.
Ahmadiyya Chawk Qadian. 143516.

درخواست دعا

مکرم مشتاق احمد صاحب لکھنؤ ۲۰۰/- اعانت بدر اور ۲۰/- روپے درویش فنڈ ادا کرتے ہوئے اپنے بچوں کی امتحان میں نمایاں کامیابی روحانی، جسمانی ترقیات دشمنوں کے شر سے محفوظ رہنے محمد احسن سلمہٗ کی نئی دکان کی خیر و برکت کیلئے درخواست دعا کرتے ہیں۔
(امیر جماعت احمدیہ قادیان)

اَلدِّیْنُ النَّصِیْحَۃُ
دین کا خلاصہ خیر خواہی ہے
AZ
MOHAMMAD RAHMAT.
PHONE. C/o. 393238, 393518
SPECIALIST IN ALL KINDS OF TWO WHEELER.
MOTOR VEHICLES.
45-B-PANDUMALI COMPOUND.
DR. BHADKAMKAR MARG. BOMBAY-400008

ارشادِ نبوی
اَسْلِمْ تَسْلَمْ
اسلام لاؤ تو ہر خرابی، برائی اور نقصان سے محفوظ ہو جاؤ گے
(محتاج دُعا)
یکے از اراکین جماعت احمدیہ بمبئی (مہاراشٹر)

خالص اور معیاری زیورات کا مرکز
الرحیم جیولرز
پروپرائیٹر:۔ سید شوکت علی اینڈ سنز
(پتہ)
خورشید کلاتھ مارکیٹ حیدری۔ ناظم آباد کراچی فون نمبر ۶۲۹۱۳۱

اَلَیْسَ اللّٰہُ بِکَافٍ عَبْدَہٗ
(پیشکش)
بانی پولیمرز۔ کلکتہ ۷۰۰۰۴۶
ٹیلیفون نمبرز:۔ 43-4028-5137-5206

YUBA
QUALITY FOOT WEAR

افضل الذکر لا الٰہ الا اللہ

(حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم)

منجانب:- ماڈرن شو کمپنی ۳۱/۵/۶ لوئر چت پور روڈ
کلکتہ ۷۰۰۰۷۳

MODERN SHOE CO.

31/5/6 LOWER CHITPUR ROAD.

CALCUTTA - 700073.

PHONES :- OFFICE :- 275475. RESI. 273903.

دوا تدبیر ہے اور دعا اللہ تعالیٰ کے فضل کو جذب کرتی ہے!

حبوب مفید اٹھرا ۲۵/- روپے / زدجام عشق ۱۰۰/- روپے	اکسیر اولاد نرینہ (ڈکورس)
تریاق معدہ ۱۵/- ۸/-	حب جدوار ۲۰/- / روشن کاجل

ناصر دواخانہ (رجسٹرڈ) گول بازار۔ ربوہ (پاکستان)

الخیر کلّہ فی القرآن

ہر قسم کی خیر و برکت قرآن مجید میں ہے

(الہام حضرت مسیح پاک علیہ السلام)

THE JANTA, PHONE :- 279203

CARDBOARD BOX MFG. CO.

MANUFACTURERS OF :- ALL KINDS OF CARDBOARD.

CORROUGATED BOXES & DISTINCTIVE PRINTERS.

15 - PRINCEP STREET, CALCUTTA - 700072.

ہر طرف فکر کو دوڑا کے تھکایا ہم نے

کوئی دیں دینِ محمدؐ سا نہ پایا ہم نے (دُرِّثمین)

AUTOWINGS,

15 - SANTHOME HIGH ROAD

MADRAS - 600004

PHONES :-

76360

74350

آٹووِنگس

قائم ہو پھر سے حکمِ محمدؐ جہان میں ؛ ضائع نہ ہو تمہاری یہ محنت خدا کرے

رائچوری الیکٹریکلس (الیکٹرک کنٹریکٹر)

RAICHURI ELECTRICALS,

(ELECTRIC CONTRACTOR)

TARUN BHARAT CO.-OP. HOUSE SOCT.

PLOT NO. 6 - GROUND FLOOR, OLD CHAKALA,

OPP. CIGARETTE HOUSE, ANDHERI (EAST)

PHONES { OFFICE :- 6348179 } BOMBAY - 400099.
RESI. :- 6289389 }

اشفعوا تؤجروا

سفارش کیا کرو، تم کو سفارش کا بھی اجر ملے گا! (حدیث نبویؐ)

RABWAH WOOD INDUSTRIES,

SAW MILLS & FOREST CONTRACTORS.

DEALERS IN :- TIMBER TEAK POLES, SIZES,
FIRE WOOD.

MANUFACTURERS OF :- WOODEN FURNITURE,
ELECTRICAL ACCESSORIES ETC.

P.O. VANIYAMBALAM.

(KERALA)

فرمانِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم

عن ابن عمرؓ قال: قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: اذا اتاکم کریم قوم فاکرموہ۔ (ابن ماجہ)

ترجمہ:- عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا کرتے تھے کہ جب تمہارے پاس کسی قوم کا بڑا آدمی آئے تو اس کا واجبی اکرام کیا کرو!!

طالبانِ دعا: محمد شفیق سہگل۔ محمد نعیم سہگل۔ محمد لقمان جہانگیر۔ مبشر احمد۔ ھارون احمد۔

پسرانِ مکرم میاں محمد بشیر صاحب سہگل مرحوم۔ کلکتہ ۱۳

يَنْصُرُكَ رِجَالٌ نُّوْحِيْٓ اِلَيْهِمْ مِّنَ السَّمَآءِ

{ تیری مدد وہ لوگ کریں گے
جنہیں ہم آسمان سے وحی کریں گے

(الہام حضرت مسیح پاک علیہ السلام)

پیش کردہ } کرشن احمد، گوتم احمد اینڈ برادرس۔ سٹاکسٹ جیون ڈرلیبز۔ مدینہ میدان روڈ۔ بھدرک۔ ۷۵۶۱۰۰ (اڑیسہ)
پروپرائیٹر:۔ شیخ محمد یونس احمدی۔ فون نمبر:۔ 294

"فتح اور کامیابی ہمارا مقدر رہے" (ارشاد حضرت ناصر الدین رحمہ اللہ تعالیٰ)

احمد الیکٹرانکس
کورٹ روڈ اسلام آباد (کشمیر)

گڈلک الیکٹرانکس
انڈسٹریز روڈ۔ اسلام آباد (کشمیر)

ایمپائر ریڈیو۔ ٹی وی اُوشا پنکھوں اور سلائی مشین کی سیل اور سروس!

ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ السلام

- بڑے ہو کر چھوٹوں پر رحم کرو، نہ اُن کی تحقیر۔
- عالم ہو کر نادانوں کو نصیحت کرو، نہ خود نمائی سے اُن کی تذلیل۔
- امیر ہو کر غریبوں کی خدمت کرو، نہ خود پسندی سے اُن پر تکبر۔

(کشتی نوح)

M.MOOSA RAZA SAHEB & SONS
6 - ALBERT VICTOR ROAD, FORT.
GRAM.:- MOOSA RAZA } BANGALORE - 560002
PHONE:- 605558

"مَیں تیری تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہنچاؤں گا۔"

(الہام سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام)

پیشکش:۔ عبد الرحیم و عبد الرؤف، مالکان حمید ساری مارٹ۔ صالح پور۔ کٹک (اڑیسہ)

آٹو ٹریڈرز
۱۶۔ مینگو لین۔ کلکتہ ۔ ۷۰۰۰۰۱

AUTOTRADERS,
16 - MANGOE LANE
CALCUTTA - 700001
تار کا پتہ:۔ "AUTOCENTRE"

ہر قسم کی گاڑیوں، پٹرول اور ڈیزل کار۔ ٹرک۔ بس۔ جیپ اور ماروتی کے اصلی پرزہ جات کے لئے ہماری خدمات حاصل کریں۔

ٹیلیفون نمبرز:۔ 28-5222 ــــ اور ــــ 28 - 1652

"ہمارا ایمان ہے کہ خدا تعالیٰ نشان دکھاتا ہے!"

(ملفوظات جلد پنجم صفحہ ۲۶۷)

AIR ®
CALCUTTA-15.

پیش کرتے ہیں:۔
آرام دہ، مضبوط اور دیدہ زیب ربر شیٹ، ہوائی چپل نیز ربر، پلاسٹک اور کینوس کے جوتے!